ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

۱۵ مئی ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مُنکرِ حدیث، مُنکرِ قرآن ہے مُنکرِ قرآن خارجِ اسلام ہے

کمال ایمان

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔

(ابوداؤد)

ترجمہ: جو شخص اللہ (کی رضامندی) کے لئے دوستی کرے اور اس کی رضامندی کے لئے دشمنی کرے، اسی کے لئے دے یعنی سخاوت کرے، اسی کے لئے نہ دے (یعنی) کنجوسی کرے یقیناً اس نے اپنا ایمان کامل کیا۔

خوش اخلاق

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا — (بخاری ومسلم)

ارشاد:- مومنوں میں سب سے زیادہ ایمان اسی شخص کا کامل ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (بخاری ومسلم)

ارشاد:- کوئی آدمی اس وقت تک (پکا) ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

فضیلت وضو

اِنَّ اُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ

(بخاری ومسلم)

ارشاد:- میری امت قیامت کے دن وضو کے آثار سے روشن پیشانی اور سفید اعضاء کے ساتھ پکاری جائے گی جو شخص اپنی پیشانی کی روشنی دراز کرنا چاہے پس چاہیئے کہ خوب احتیاط سے وضو کرے

مومن کا زیور

تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ (مسلم)

ارشاد:- مومن کا زیور (جنت میں) وہاں تک پہنچے گا جہاں تک (آب) وضو پہنچتا ہے

خطائیں معاف

مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ (مسلم)

ارشاد:- جو شخص سنوار کر وضو کرے وضو کے آداب وسنن ومستحبات کا اچھی طرح خیال رکھے تو اس کے جسم سے سارے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے تک سے نکل جاتے ہیں۔

اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (مسلم)

ارشاد:- میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ گناہ معاف کرتا ہے درجات بلند فرماتا ہے عرض کیا حضورؐ ضرور فرمایئے فرمایا تکلیف (بیماری یا سردی میں) پورا وضو کرنا اور کثرت سے مساجد کی طرف جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی رباط ہے یہی رباط ہے۔

مطلب رباط

۱ نماز پڑھ کر مسجد ہی میں رہے اگر باہر آئے تو دوسری نماز کے لئے دل وہیں لگا ہے

۲ رباط کے معنی ہیں دین کی سرحد پر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے بیٹھے رہنا تاکہ وہ آگے نہ آسکیں اس کا بہت بڑا اجر وثواب ہے۔ فرمایا کہ نماز کے انتظار کے لئے بیٹھنا اصل رباط ہے کہ جیسے وہاں کفار کے مقابلہ کے لئے بیٹھتے ہیں یہاں شیطان مردود کے مقابلہ کے لئے جو دین کا سب سے بڑا دشمن ہے بیٹھتے ہیں۔

وضو کی دعا

مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ (مسلم) وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ —

ارشاد:- تم میں سے جو شخص وضو نہایت کو پہنچے (پہنچائے) یا فرمایا پورا کرے پھر کلمہ شہادت پڑھے گا تو اس کے لئے (بہشت کے) آٹھوں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے (مسلم) اور ترمذی نے کلمہ شہادت کے علاوہ یہ دعا بھی لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی طلب کرنے والوں میں سے بنا دے —

اذان سے شیطان بھاگتا ہے

اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ (بخاری مسلم)

ارشاد:- جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے —

جنت سے محروم

حرام خور:- لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ - (بخاری مسلم)

ارشاد:- حرام خور جنت میں نہ جائے گا

چغل خور

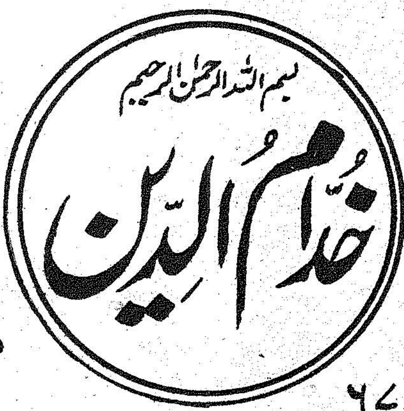
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (مسلم)

ارشاد:- چغلخور جنت میں نہ جائے گا

دُعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو نیک کر دے اور ایک کر دے۔ (آمین)

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
فون ۶۷۵۴۵



سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی چندہ ۶ روپے
سہ ماہی چندہ ۳ روپے

جلد ۱۰ | ۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۵ مئی سنہ ۱۹۶۴ء | شمارہ ۲

معاشرتی برائیوں کے زہر کا تریاق

پاکستان بننے کے بعد ہماری قومی و ملی زندگی جس تیزی سے گمراہی کی آغوش میں جا رہی ہے، نئی پود میں ٹیڈی ازم سنیما بینی اور ذہنی و جسمانی آوارگی کی وبا جس سرعت سے پھیل رہی ہے اور معاشرہ میں طرح طرح کی بیماریاں جس انداز سے جڑ پکڑ رہی ہیں وہ کسی صاحب دل، حساس اور دردمند مسلمان سے پوشیدہ نہیں — انسانیت کا ہر بہی خواہ اور اسلام کا ہر سچا فرزند اس صورت حال سے پریشان ہے اور دل ہی دل میں خون کے آنسو روتا ہے۔ حکومت و عوام بھی ان معاشرتی برائیوں کے نتائج سے بے خبر نہیں اور لیڈروں کی زبانیں تو ان برائیوں کو گنواتے میں قینچی کی طرح چلتی ہیں مگر ردِّ عمل نام کو بھی نہیں ہوتا اور ان برائیوں کو روکنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہیں لائی جاتی — نتیجہ یہ ہے کہ برائیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں اور سارا معاشرہ ان کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ حد یہ ہے کہ اب برائیوں کو برائی ہی نہیں سمجھا جاتا — ٹیڈی ازم فیشن بن گیا ہے، سینما بینی سوسائٹی کی تفریح اور سکونِ ذہنی کا سامان ہے، جسمانی و ذہنی آوارگی عیب کی کوئی بات ہی نہیں، رشوت، حق، بن گئی ہے اور محسوس یوں ہوتا ہے کہ برائی معاشرہ کے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے۔ اب ان حالات میں اصلاح حال کی کوئی آواز کیونکر کارگر ہو سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں ان برائیوں کے انسداد کا واحد لائحۂ عمل یہ ہے کہ نئی پود کو دینی تعلیم دی جائے، ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا کیا جائے، ان کے لئے پاکیزہ غذا مہیا کی جائے اور ان کی تربیت پاکیزہ ماحول میں ہو۔ بزرگوں کی تحقیق یہ ہے کہ انسانیت کے ارتقاء نیکیوں کی نشو و نما اور اصلاح حال کے لئے تین چیزیں صدقِ مقال[1] رزق حلال[2] اور پاکیزہ[3] ماحول نہایت ضروری ہیں۔ اور موجودہ معاشرہ میں یہ تینوں خصوصیات ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گمراہی و بے حیائی روز افزوں ہے اور اخلاقی و روحانی قدریں دبتی ہی نہیں جاتیں بلکہ ناپید ہوتی چلی جاتی ہیں —

جہاں تک ہمارے مذہبی حلقوں کا تعلق ہے اور ان لوگوں کا معاملہ ہے جو برائی کو واقعی برائی سمجھتے ہیں اور اس کا قلع قمع چاہتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ محض زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اور صرف دعاؤں کے زور پر حالات کو بدلتا ہوا دیکھنے کے متمنی ہیں الا ماشاء اللہ۔ حالانکہ ہر انسان کو اس حقیقت کا علم ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اس میں وہی کامیاب ہوگا جو خدا کے بخشے ہوئے وسائل کو کام میں لائے گا اور سعی و کوشش سے میدان مارنے کی فکر کرے گا۔ قرآن عزیز میں واضح طور پر ارشادِ ربانی موجود ہے کہ

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

انسان کے لئے کوشش کے سوا کچھ نہیں۔ اس میں مومن اور غیر مومن کی کوئی تمیز نہیں کوشش کرنے والا کافر کامیاب ہو سکتا ہے اور محض تقدیر پر بھروسہ کر کے سعی و عمل سے روگردانی کرنے والا شب بیدار اور تہجد گزار مسلمان دنیا میں ذلیل ہو کر اسلام کو بھی رسوا کر سکتا ہے۔ یہاں آیت ... میں انسان کا ذکر ہے مسلمان کا نہیں۔ چنانچہ جو شخص بھی کوشش کرے گا وہ اس کا پھل پائے گا اور جو ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جائے گا ناکام و نامراد ہوگا اور اس کی کوئی تمنا بر نہ آئے گی

یہ نہ بھولئے کہ خدا رب العالمین ہے صرف رب المسلمین نہیں — اس کا قانون ہے کہ جو شخص بھی برمحل اسباب سے کام لے گا کامیاب ہوگا اور جو اسباب سے صرفِ نظر کرے گا خواہ مومنِ قانت ہی کیوں نہ ہو قدرت اسے معاف نہیں کرے گی۔ جب پیغمبر برحق ؐ نے صرف دعاؤں سے کام نہیں لیا بلکہ میدان کارزار میں نکل کر سرفروشی کا مظاہرہ کیا اور اپنے عزیز ترین اعزہ و اقربا اور حلقہ بگوشوں کو اپنے ہاتھوں سے سپردِ خاک فرمایا تو پھر دوسرا کون ہے جو محض دعاؤں کے بل بوتے پر اور حجروں میں گوشہ نشینی کی زندگی گزار کر ملک و قوم کی تقدیریں بدل دے۔ البتہ مومن اور کافر میں یہ فرق ضرور ہے کہ کافر صرف اسباب پر بھروسہ کرتا ہے اور مومن اسباب و وسائل کو کام میں لانے کے بعد نگاہیں فقط مسبب الاسباب پر رکھتا ہے۔ خدا کا قانون ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

خدا آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی! نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

چنانچہ حالات کو بدلنے کے لئے ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے دینی تعلیم کی نشر و اشاعت اور ترویج کے لئے پاکیزہ ماحول اور پاکیزہ معاشرہ برپا کرنے کے لئے ہمیں حرکت میں آنا ہوگا، پہل کرنی ہوگی، ہر قسم کی قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا اور ان برائیوں کے سدِ باب کے لئے ایک لائحہ عمل اور سکیم مرتب کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کرنا ہوگا اس کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ خداوند قدوس کی مدد بھی شاملِ حال ہوگی —

ہماری رائے میں جامعہ حمیدیہ سرائے مغل کا قیام بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کیونکہ جامعہ حمیدیہ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ طلبا شہر سے دور پاکیزہ ماحول میں رہیں، پاکیزہ اساتذہ کی صحبت میں رہیں، شہر میں

باقی بر صفحہ ۱۶

مجلسِ ذکر ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ، ۷ مئی ۱۹۶۴ء

اصلاح کی ضرورت

مرتبہ: خالد سلیم

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——

حضرت قاری محمد طیب صاحب حج سے واپسی پر لاہور تشریف لا رہے ہیں وہ اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی ۱۰ مئی کو جامعہ حمیدیہ کا افتتاح فرمائیں گے۔ جن حضرات کو اللہ توفیق دے وہ ضرور حضرت قاری صاحب کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوں۔ اللہ والوں کی تقاریر اور مواعظ سے بہت فائدہ ہوتا ہے ان کی مجالس میں حاضری باعث نجات ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ علم بغیر عمل کے ایک جہالت ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی کا سبب بنتا ہے اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ دے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اگر آپ نیک صحبت اختیار کریں گے تو نیکی کی توفیق ہوگی اگر بالفرض نیکی کی توفیق نہ ہوئی تو برائی سے ضرور بچ جائیں گے۔ اسی طرح بری اور بد صحبت سے انسان بُرا اور بد بن جاتا ہے

ع صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ خربوزے سے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اللہ والوں کی صحبت سے نیکی کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے آج جہالت کے تمام دستوروں کو اپنے پاؤں تلے کچل دیا ہے اللہ نے تم سے جہالت کی گمرائیاں دور کر دیں نسبی فخر مٹا دیئے۔ آج کے بعد عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر کسی قسم کی فضیلت نہیں انسان سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تمام مسلمان ایک ہی برادری ہیں۔

اے لوگو! اپنے غلاموں کا خیال کرو جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ جاہلیت کے خون کے دعوے سب کے سب باطل کر دیئے گئے سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون یعنی ربیعہ بن الحرثؓ کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیئے گئے۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا کا سود یعنی عباس بن عبد المطلب کے سود باطل کرتا ہوں۔ تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینے میں اور اس شہر میں حرام ہے تا آنکہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو (یعنی تا قیامت)

میں تم میں ایک چیز چھوڑ رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ چیز اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔

آج مسلمانوں نے کتاب اللہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس کی وجہ سے بد امنی اور بے چینی روز بروز زیادہ ہوتی جا رہی ہے اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے لیکن آج اکثر مسلمان شرفاء کی بہو بیٹیاں سنگھار کر کے تنگ اور فحش لباس پہن کر بازاروں میں عریاں پھرتی رہتی ہیں۔ غیرت وحیا کا مادہ بالکل ختم ہو گیا ہے

حضرتؐ فرمایا کرتے تھے بازار کی کنجریاں ان شرفاء کی بیٹیوں سے زیادہ باحیا ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ بناؤ سنگھار کرکے بازار میں بیٹھی رہتی ہیں۔ جنہوں نے اپنا ایمان خراب کرنا ہوتا ہے وہ وہاں جاتے ہیں لیکن یہ شرفاء کی لڑکیاں بازاروں میں نیم عریاں لباس پہن کر لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتی پھرتی ہیں

ان حالات میں ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی کوتاہیوں کو محسوس کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اسوۂ نبویؐ کو اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کریں

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ارشادات نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

درس قرآن

پندرہ روزہ درس قرآن ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلیا بلڈنگ لاہور کے زیر اہتمام نہایت باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اس میں درس قرآن کے پندرہ سبق اور درس حدیث کے دو سبق ہوتے ہیں۔ ہر درس میں قرآن عزیز کی آیات کا تحت اللفظ ترجمہ اور بامحاورہ ترجمہ علیحدہ علیحدہ درج ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آیات کی شرح و تفسیر نہایت اختصار اور عمدگی کے ساتھ تحریر کی جاتی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس اختصار میں بھی قرآنی معانی و مطالب کی ایک تفصیل ہوتی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ مزید براں ہر آیت کا عنوان بھی اوپر درج ہوتا ہے۔ ہماری رائے میں قرآن کے معانی و مطالب بیان کرنے اور انہیں عوام و خواص تک پہنچانے کی یہ ایک کامیاب اور نہایت مفید کوشش ہے جس سے ہر مسلمان کو استفادہ کرنا چاہیئے اور اپنے بچوں کو بھی یہ رسالہ پڑھنا چاہیئے

ادارہ نے ان درسوں کو کتابی صورت میں جمع کر رکھا ہے اور اب تک درس قرآن چودہ پارے تک تین جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ چوتھی جلد زیر طبع ہے۔ ہر جلد کا ہدیہ دس روپے ہے۔ پندرہ روزہ درس قرآن کا سالانہ چندہ ۵ روپے ہے۔ یہ ایک نہایت قیمتی سلسلہ ہے اور ہم اپنے قارئین سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ ان کا مطالعہ کریں۔

نوٹ

جن حضرات کی چٹ پر سرخ نشان ہوگا وہ چندہ جلد از جلد روانہ فرمائیں۔

خطبہ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۸۳ھ ۸ مئی سنہ ۶۴ء

اللہ کی نافرمانی کرنے والے اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والے دنیا میں برباد اور آخرت میں جہنم رسید ہوں گے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ ــــ (پ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۳)

ترجمہ! ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا پھر ان پر اوپر سے چھت گر پڑی اور ان پر عذاب آیا جہاں سے ان کو خبر بھی نہ تھی۔ پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کی جا رہی ہیں ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کر چکی ہیں انہوں نے مکر و تلبیس کے بڑے اونچے محل کھڑے کر دیئے پھر جب خدا کا حکم پہنچا تو اس نے پکڑ کر بنیادیں ہلا دیں آخر عذاب الٰہی کے ایک جھٹکے میں ان کے تیار کئے ہوئے محل ان ہی پر آ پڑے جن کی چھتوں کے نیچے سب دب کر رہ گئے مطلب یہ ہے کہ ان کی تدبیریں خود ہی ان پر الٹ دی گئیں اور جو سامان غلبہ و حفاظت کا کیا تھا وہ فنا و ہلاکت کا سبب بن گیا بلکہ بعض اقوام کی بستیاں حسی طور پر بھی تہ و بالا کر دی گئیں

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ کے نافرمانوں، مشرکوں اور گناہگاروں کو دنیا میں تو یہ انجام دیکھنا پڑا اور آخرت میں وہ رسوا کئے ہی جائیں گے۔ اس طرح ان کی دنیا بھی برباد ہوئی اور آخرت میں بھی جہنم رسید ہوں گے۔

پھر نتیجہ اور انجام کے طور پر فرمایا:۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

(پ ۱۴ س نحل ع ۳۳-۳۴)

ترجمہ! اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر انہیں ان کے بد اعمال کے نتیجے مل کر رہے اور جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر نازل ہوا

آیات بالا

صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ انسان کے اعمال ہی جزا و سزا کا سبب ہیں اور بد اعمالیوں کی سزا قیامت کو تو ملے ہی گی مگر اس دنیا میں بھی ضرور ملتی ہے۔ پہلی قوموں نے رسولوں کا کہنا نہ مان کر اپنا کام دنیا ہی میں بگاڑ لیا اور آخر ان کی ڈھٹائی اور شورہ پشتی رنگ لائی خداوند قدوس کے قانون نے اپنا کام کیا اور انہیں اپنے کرتوتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا اب جو قوم پہلی قوموں کے نقش قدم پر چلے گی اور کتاب و سنت کی راہ ترک کر کے اللہ کے نافرمانوں، گناہگاروں اور سرکشوں کی راہ پر گامزن ہوگی دنیا و آخرت میں تباہ و برباد اور ذلیل و رسوا ہوگی۔

بزرگانِ محترم! گناہ اور نافرمانی اس قدر بڑی بلا ہے کہ انسان کو نہ دین کا رکھتی ہے اور نہ دنیا کا ــــ خدا کی نافرمانی نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر دنیا میں پھینکا اور وہ ملعون ہوگیا۔ نوح علیہ السلام کے عہد میں اہل زمین پر طوفان کا عذاب آیا ہوائے تند قوم عاد پر مسلط کر دی گئی، قوم ثمود چیخ کا شکار ہوئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئیں اور ان پر پتھر برسائے گئے، قوم شعیب پر ابر سے آگ برسی، فرعون بحیرہ قلزم میں غرق ہوا۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کی مصیبتیں اور بلائیں آئیں، کبھی قتل ہوئے کبھی قید کئے گئے، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے کبھی ان پر ظالم بادشاہ مسلط ہوئے اور کبھی بندر اور سؤر بنائے گئے۔ غرض یہ خدا کی نافرمانی ہی تھی جس نے بڑی بڑی طاقتور قوموں کو ہلاک و برباد کر ڈالا اور ان کے تہذیب و تمدن کو مٹا کر رکھ دیا، ہمیں ان کے حال سے عبرت و نصیحت پکڑنی چاہیئے، اللہ کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے اور گناہوں سے دور رہنا چاہیئے ورنہ ہمارا انجام بھی پہلی قوموں سے مختلف نہ ہوگا دنیا میں بھی ذلیل و رسوا اور ہلاک ہوں گے اور آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔ اللھم لاتجعلنا منھم

گناہوں کی خرابیاں

محترم حضرات! جب کوئی قوم اللہ کے حکم کو ضائع کرتی ہے، پیغمبر سے منہ موڑتی ہے اور رسول کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل و خوار ہو جاتی ہے چنانچہ امام احمد رح نے روایت فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا تو جبیر بن نضیر نے ابو درداء رض کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو درداء ایسے مبارک اور خوشی کے دن یہ رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی انہوں نے جواب دیا کہ اے جبیر افسوس تم نہیں سمجھے جب کوئی قوم اللہ کے حکم ضائع کر دیتی ہے تو وہ اللہ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے۔ دیکھو! کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی لیکن خدا کا حکم چھوڑنا تھا کہ ذلیل و خوار ہو گئی جس کو اس وقت تم ملاحظہ کر رہے ہو۔

رزق سے محرومی

مسند میں حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے :۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ ـــ

بے شک آدمی گناہ کے سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے جس کو وہ اختیار کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کا انتقام

ابن ابی الدنیا رح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ بندوں سے انتقام لینا چاہتا ہے تو بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں

اللہ کی نافرمانی کے باعث ظالم بادشاہ مسلط ہوتے ہیں

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا مالک ہوں، ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں بادشاہوں کو اس پر مہربان کر دیتا ہوں، جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے میں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت کے لئے مقرر کر دیتا ہوں تم میری اطاعت کرو اور میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔

بے حیا قوم طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی قوم میں بےحیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے تو لوگ طاعون میں مبتلا ہونے لگیں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

گناہگار انسان علم اور باطنی نور سے محروم رہتا ہے۔

برادران اسلام! علم ایک باطنی نور ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ معصیت سے یہ نور بجھ جاتا ہے۔ انسان میں جو چیز علوم کا ادراک کرتی ہے وہ جوہر لطیف ہے اور جوہر لطیف گناہوں کی کثافت سے اپنی لطافت اور روشنی کھو دیتا ہے اسی لئے امام مالک رح نے امام شافعی رح کو یہ وصیت فرمائی تھی ـــ

اِنِّیْ اَرَی اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِكَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ

میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے دیکھنا! اس کو معصیت کی تاریکی سے بجھا نہ دینا۔

رفع وحشت کا نسخہ

یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ گناہگار کو حق تعالےٰ شانہٗ سے وحشت رہتی ہے۔ اُسے عبادت میں لذت نہیں آتی، اس کا دل ذوق اطاعت سے محروم ہو جاتا ہے چنانچہ کسی شخص نے ایک عارف سے اپنے اس حال کی شکایت کی۔ عارف نے فرمایا در اے عزیز! جب تجھ کو گناہ وحشت میں ڈالے اور تجھ کو رفع وحشت منظور ہو تو گناہ کو چھوڑ دے کثرت سے استغفار کر اور اللہ سے انس حاصل کر لے۔

معصیت و نافرمانی سے قلب تاریک ہو جاتا ہے

معصیت و نافرمانی کا یہ خاصہ ہے کہ اس کے باعث قلب تاریک ہو جاتا ہے اس ظلمت و تاریکی کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ کی سیاہی ہر صاحب ایمان کو محسوس ہونے لگتی ہے۔ عاصی و گنہگار کیسا ہی حسین و جمیل کیوں نہ ہو اور اپنے کو کیسا ہی کیوں نہ سنوارے مگر چہرے کی بے رونقی ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اگر دس نیک اور صالح آدمیوں میں ایک گناہگار کھڑا کر دیا جائے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے مخمل میں گندگی آلودہ ٹاٹ کا پیوند ـــ غرض بدکار کی روسیاہی کسی طرح نہیں چھپ سکتی مشکوٰۃ شریف میں حکیم کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہر شخص دیکھ سکتا ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اگر عاصی گناہ پر اصرار کرتا رہے اور توبہ نہ کرے تو رفتہ رفتہ اس نقطہ کی سیاہی سارے قلب کو گھیر لیتی ہے

نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق اور رزق میں وسعت پیدا ہوتی ہے

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، نور رزق میں وسعت، بدن میں قوت اور لوگوں کے قلوب میں (نیک انسان کی) محبت پیدا ہوتی ہے لیکن بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قلب میں ظلمت، رزق میں تنگی بدن میں سستی اور لوگوں کے دلوں میں بدکار کے خلاف بغض پیدا ہوتا ہے

برادران محترم!

ارشاد مذکورہ بالا میں یہ بات تو واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ معصیت کے ارتکاب سے دل میں تاریکی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے کیونکہ گناہوں کے کرنے سے امور خیر کی ہمت گھٹ جاتی ہے اور نیکی کرنے کو جی نہیں چاہتا مگر جسم کی کمزوری آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چونکہ یہ ایک نظری بات ہے پس مثال کے طور پر یوں خیال فرما لیجئے کہ بعض بدکاریاں ایسی ہیں کہ جن سے سوزاک و آتشک اور اسی قسم کے دوسرے امراض خبیثہ پیدا ہو کر انسان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں، شراب اور منشی اشیاء کے استعمال سے امراض قلب اور سرطان جیسے موذی امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور انسان جسمانی لحاظ سے کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ غرض سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور بظاہر اس کا احساس ہو یا نہ ہو گناہوں کی پاداش میں کچھ بیماریاں ضرور پیدا ہوتی ہیں جو جسم کو کمزور کر دیتی ہیں ـــ

دوسرے

بدن قلب کے تابع ہے اگر قلب قوی ہوگا تو بدن بھی مضبوط و توانا ہوگا اور اگر قلب کمزور ہوگا تو بدن بھی نحیف و کمزور ہوگا۔ قلب کی قوت اور توانائی سے مراد یہ ہے کہ انسان نیک کاموں پر حریص ہو، اپنے دل میں ذوق عبادت محسوس کرے اور امور خیر پر ہر وقت مستعد رہے اور اس کی کمزوری سے مراد یہ ہے کہ انسان نیک کاموں سے جی چرائے، برے کاموں پر دلیر ہو، عبادت کی لذت نہ پائے اور اسے نیکی کا کام کرتے ہوئے موت آئے سینما تھیٹر، ثقافتی شو، رقص و سرود کی مجالس خلاف اسلام پارٹیوں، لندن و امریکہ کے حج خواہشات نفسانی کی تکمیل اور ذاتی اغراض کے لئے افسروں کو خوش کرنے پر تو گھر پھونک تماشا دیکھے اور روپیہ پانی کی طرح بہا دے مگر مسجد میں جاتے کسی یتیم و مسکین، غریب اور بیوہ کا پیٹ بھرنے کعبہ کے حج کو جانے اور خدا کو خوش کرنے کے نام پر موت آئے اور

چوہدری محمد یوسف ایم اے

قسط (۵)

ایک مفسرِ قرآن، ایک ولیٔ زماں

چودھری محمد یوسف صاحب نے ابتداً کچھ مضامین اسی عنوان کے تحت سپردِ قلم فرمائے تھے لیکن بعض ناگزیر وجوہات اور اپنے مشاغل کے باعث وہ اس سلسلہ کو جاری نہ رکھ سکے اب بعض احباب کے اصرار پر انہوں نے اس سلسلہ کو دوبارہ شروع فرمایا ہے امید ہے کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے (نائب مدیر)

عربی زبان اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے دنیا کی تمام زبانوں پر حاوی اور محیط و مسلط ہے۔ ماہرینِ لسانیات کو اس زبان کی عظمت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔ دنیا کی کوئی زبان کسی اعتبار سے بھی اس کی ہمسر قرار نہیں دی جاسکتی بلاشبہ قرآنِ پاک کی زبان نرم و نازک ہے جیسے گلاب کی کلی شیریں ہے جیسے مصری کی ڈلی اس زبان کی حقیقی عظمت میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ ذہن اور شعور اس امر کی طرف واضح رہنمائی کرنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے کہ یہ زبان کلام الٰہی یعنی قرآن مجید اور فرقانِ حمید کی زبان ہے بھلا کون ہے جو قرآن پاک کی طہارت و پاکیزگی اور جذب و کشش کا تہ دل سے معترف نہ ہو۔ خود حاملِ قرآن کا یہ عالم تھا کہ ہر گھڑی اور ہر آن اسی مصحفِ عزیزہ کی دلربا غنائی کیفیتوں سے مسرور رہتے، مدینہ کی نگری میں مدینہ کا چودھری گزر رہا ہے۔ ایک شکستہ گھر کی چار دیواری میں سے قرآن پاک کی خوش کن اور دلربا آواز لحن داؤدی کا روپ دھار کر فضا کو مسخر کر رہی ہے۔ خود حاملِ قرآن اس آواز کی شیرینی اور رنگینی و رعنائی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جوں جوں اس عطر بیز آواز کا تسلسل بڑھتا جاتا ہے توں توں دل مصطفےٰ اور جگر مرتضےٰ جذب و مستی کے عالم میں جھومتا جاتا ہے آخر اس گھر کے بیرونی دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو کر یثرب کا چودھری عالم محویت میں مستغرق ہے۔ ہادیٔ عالم قاری کے لب و لہجہ اور اندازِ قرأت پر ہزار دل سے فریفتہ ہیں کہ اتنے میں یکایک یہ آواز کہیں خلاؤں میں جاکر ڈوب جاتی ہے، جیسے قرآنِ پاک کے میٹھے میٹھے بول اب تک ترتیب دے چکے تھے۔ فخر دو جہاں دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ صحابیٔ رسول بارگاہِ رسالت میں قدم بوس ہوتا ہے۔ جناب رسالت مآب ارشاد فرماتے ہیں، میرے پیارے صحابیؓ! تو نے تلاوتِ قرآن حکیم کا سلسلہ منقطع کیوں ہونے دیا؟ تجھے معلوم نہیں کہ خود حاملِ قرآن تیرے حسنِ قراءت پر جمال سماعت نثار کر رہا تھا۔ پیارے رسولؐ کا لاڈلا صحابی آبدیدہ ہو کر بولا حضورؐ! اگر مجھے اس حقیقتِ حال کا علم ہوتا تو قیامت تک تلاوتِ قرآن ہی میں مصروف رہتا! رسولِ گرامی جواباً پر جوش لہجہ میں یوں گویا ہوئے۔ میرے صحابی! اگر تم قیامت تک تلاوتِ قرآن کرتے رہتے تو یقین جانو، رسولِ خدا بھی قیامت تک سماعت قرآن کرتا رہتا"

یہ مختصر مگر معنیٰ خیز واقعہ اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرنے میں مدد و اعانت کرتا ہے کہ قرآن پاک اپنے اندر قوسِ قزح کی رعنائیت اور اس کا گداز رکھتا ہے۔ اس کا ایک ایک بول قلوب کو مسخر کرنے میں تلوار کی کاٹ کا اثر رکھتا ہے۔ . . . .

. . . . یہ ایک نرم رو چشمہ ہے جس کا ارتعاشِ زیریں روحانی امر معنوی حقیقتوں کو بے نقاب کرنے میں مدد دیتا ہے یہی قرآن تھا۔ جس کے چند ٹکڑے سن کر عمر فاروق رضؓ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن سب سے بڑا حامیٔ اسلام قرار پایا گیا یہ وہی قرآن نہیں جس کی چند آیات نے نجاشی کے دربار میں ایک انقلاب عظیم بپا کر دیا اور حالات کا رخ ادھر سے ادھر پھر گیا یقیناً یہ قرآن ہی ہے جس نے ویرانوں کو بستیوں میں اور پستیوں کو بلندیوں میں میں بدل دیا اسی کے اعجاز نے گدائے راہ کو جبینِ شاہی کے جلال و جمال کو پاؤں تلے روند دینے کا حوصلہ عطا کیا یہ قرآن ہی تو ہے جو کربلا کی سرزمین اور چاند کی روپہلی چاندنی میں مٹھی بھر سرفروشاں کربلا کو سکون و طمانیت کی دولت لازوال عطا کرتا رہا۔ حسینؓ کا کٹا ہوا سر مسلی ہوئی رگیں اور بہتا ہوا خون یاس و قنوطیت کے دوراہے پر امید کا ایک ایسا چراغ روشن کرتا رہا۔ جسے قرآن پاک اور مصحف عزیزہ کی نوری آیتوں نے بجھنے نہ دیا۔ اغلباً یہی وہ حقائق ہیں جو قرآن پاک کے اس چیلنج کو برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں کہ جس کسی کو ایک آیت پر بھی شک و شبہ ہے۔ وہ صداقت کے طور پر اس جیسی ایک آیت ہی پیش کر دکھائے" المختصر قرآن پاک کے اعجاز و اثر کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔ آپ دور نہ جائیں اسی دور کی بات کرتا ہوں۔ ہندوستان کے زمین و آسمان جانتے ہیں، کہ یہاں ایک سید زادے کچھ قرآن خوانی پر ایک عالم لوٹ پڑتا تھا یہاں تک کہ ایک جلسۂ عام میں اس سید زادے کی تقریر ہے سٹیج پر بھارت کے موجودہ وزیرِ اعظم پنڈت نہرو بھی بن بلائے براجمان ہیں۔ پوچھا کہ صاحب آپ کیسے! کہا میں آیا نہیں لایا گیا ہوں یعنی عطاء اللہ شاہ بخاری کی زبان سے قرآنِ پاک سننے کے لئے آگیا ہوں۔

ان تصریحات کی روشنی میں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قرآن پاک اور مصحف عزیزہ سے حضرت شیخ التفسیرؒ کو ایک خاص کھچاؤ۔ ایک خاص لگاؤ اور ایک خاص اٹکاؤ تھا آپ تا حینِ حیات اشاعتِ قرآن کا اہم فریضہ سرانجام دیتے رہے، اور ایک ایسے انداز میں کہ ہر پیر و جوان اور ہر خورد و کلاں آپ کے اندازِ بیان پر سر دھنتا اور مسرور و شاداں ہوتا۔ صبح کے وقت جب کہ نسیمِ صبحگاہی کے ٹھنڈے جھونکے ماحول سے آنکھ مچولی کرتے اور رات کا کلیجہ شق کر کے صبح جب انگڑائی لے کر بیدار ہوتی تو اس وقت حضرت مولانا اہالیانِ لاہور کو قرآن پاک کی نزہتوں اور لطافتوں سے ہمکنار کرنے میں محو و مگن نظر آتے، میرا یقین محکم اور گمان غالب ہے کہ اس زمانے میں درسِ قرآن کا رواج نہ تھا۔ یقیناً اس کارِ خیر کا سنگ بنیاد حضرتؒ ہی کے ہاتھوں رکھا گیا، پھر حضرت کے خلوص و متانت اور ذہانت و ذکاوت نے اس بنیاد پر طہارت و پاکبازی کا وہ تاج محل تعمیر کیا، جسے وقت اور بادِ مخالف کے بے رحم جھونکے ہی مضمحل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے، حضرت کی زبان میں ایک فطری لوچ حسین بانکپن اور دلکشا طرح داری تھی شستگی و رعنائی آپ کی تقریر کا حقیقی جوہر تھا لیکن اس سادگی کے اندر بلا کی روانی برجستگی اور پرکاری تھی جو کسی چابکدست فنکار

کا ہی خاصہ ہے۔ سامع بے تامل کہہ اٹھتا ہے
اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے اسد
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

ادھر طاغوتی طاقتوں نے حضرت مولانا کے قصر عزائم کو منہدم کرنے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر دیا لیکن ایک مردِ حق آگاہ طاغوتی اور فرعونی طاقتوں کے سامنے کیونکر جھک سکتا تھا۔ جب کہ اس نے ساری زندگی صرف ایک ہی بارگاہ الوہیت میں جھکنے کا عزم صمیم کر رکھا تھا یقیناً یہی وہ بارگاہ تھی جو انبیاء اولیاء اور صلحا کی محبوب بارگاہ تھی۔ لہٰذا حضرت مولانا کے لئے یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ انبیاء کی اس چوکھٹ سے ہٹ کر کسی اور چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کرتے نظر آتے بلکہ حق تو یہ ہے کہ دنیا کی تمام چوکھٹیں صرف اسی ایک چوکھٹ کے لئے بدلی جا سکتی ہیں۔ لہٰذا ہوا بھی یہی کہ حضرت مولانا نے دنیا کی تمام چوکھٹوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی چوکھٹ کو ہمیشہ کے لئے منتخب فرما لیا اور وہ چوکھٹ تھی بارگاہِ ربوبیت کی۔ الغرض حضرت مولانا دنیوی مصائب و آلام کے ذرہ برابر بھی متردد نہ ہوئے بلکہ انتہائی پامردی سے ایام اسیری میں بھی کاروان اسلام کی رہبری اور رہنمائی کے فرائض سرانجام دیتے رہے قیام دہلی میں مولانا سندھیؒ کے روبرو اشاعت قرآن حکیم کے ضمن میں جو وعدہ کیا تھا۔ اس کی آبرو محفوظ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ چنانچہ نظر بندی کے زمانہ میں بلکہ ان حالات میں جبکہ لاہور میں کوئی یار بیلی نہ تھا۔ صرف قوت پروردگار پر کامل اعتماد کرکے لاہور ہی میں درسِ قرآن کا آغاز کیا، ابتداء میں صرف دو آدمی قرآن پاک کا درس سننے کے لئے موجود تھے لیکن چند دنوں کے بعد ایک ہجوم بے پایاں تھا جو والہانہ اور مجذوبانہ انداز میں شریک درس ہونے کا متمنی نظر آتا۔ حالانکہ انگریز کا اس قدر خوف اور رعب و طنطنہ تھا کہ عوام حضرت کو حکومت کا باغی سمجھ کر قریب جانا بھی مصلحتوں کے تمامتر اصولات کے منافی سمجھتے تھے۔ اس سراسیمگی کے عالم میں اس قدر شائقین درس کا ہجوم یقیناً اچنبھے کی بات ہے ایک عام آدمی کو ورطۂ حیرت میں ڈوب جانے کے سوا کچھ ..... بھی سجھائی نہیں دیتا۔ لیکن اگر قارئین میرے اس خیال کو محض حسن عقیدت پر محمول نہ فرمائیں تو پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ جب عوام اللہ والوں کی مجلسوں میں ذاتی مصلحتوں کے تحت شریک نہیں ہوتے تو پھر خداوند قدوس کی طرف سے ایسی مجالس پاک میں فرشتے بشریت کا لبادہ اوڑھ کر شریک ہو جاتے ہیں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرت لاہوریؒ کے درس قرآن میں فرشتوں نے ہی آغاز شمولیت کیا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت لاہوریؒ نے درسِ قرآن کو زندگی اور بالیدگی عطا کی۔ اور اسی درس قرآن نے حضرت لاہوری کو زندہ رکھا۔ چنانچہ آج جس طرح قرآن زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ اسی طرح مفسر قرآن بھی زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

بقیہ: عبادت صرف نماز ہی ہے

ہی ممنوع ہیں لیکن نماز میں ان تین کے علاوہ سلام و کلام عورتوں کو چھونا ہنسنا بولنا چلنا پھرنا اور عام نقل و حرکت سب ہی ممنوع ہیں اس لئے نماز میں روزہ اپنی انتہائی مکمل شکل کے ساتھ موجود ہے

پھر حج کو لیجئے تو وہ بھی نماز میں موجود کیونکہ حج کی حقیقت تعظیم بیت اللہ اور تعظیم حرم محترم ہے سو نماز میں تعظیم بیت اللہ کا یہ مقام ہے کہ استقبال قبلہ شرط صحت صلوٰۃ ہے کہ اس کے بغیر نماز ہو ہی نہیں سکتی اور ظاہر ہے کہ استقبال قبلہ بھی قبلہ کی اعلےٰ تعظیم ہے۔ جس طرح طواف طرح طرح کے اذکار و ادعیہ سے معمور ہے اسی طرح نماز بھی ہر طرح کے اذکار سے بھرپور ہے۔ جس طرح حج میں حرم محترم کی حدود میں رہ کر تابحد عرفات یا دحق میں مصروف رہتے ہیں اسی طرح مسجد کے حرم محترم میں رہ کر ذکر الٰہی اور نوافل میں مصروف رہتے ہیں اور جس طرح حج سے طواف وداع کر کے رخصت چاہی جاتی ہے اسی طرح نماز میں سلام وداع کر کے دربار الٰہی سے رخصت ہوا جاتا ہے۔ غرض حج کی پوری حقیقت اپنے ہی اجزاء کے ساتھ نماز میں بمشلہ موجود ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ بھی پوری حقیقت اور پوری صورت کے ساتھ موجود ہے کیونکہ زکوٰۃ کی حقیقت تزکیہ نفس ہے یعنی محبت دنیا سے قلب کو پاک کرنا جس کا معظم حصہ مال ہے تاکہ محبت حق کے لئے جگہ خالی ہو جائے یہی مال نکال کر قلب کو حظوظ دنیا سے پاک کر لیا جاتا ہے اور نماز کا ماحصل بھی ماسوی اللہ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ نماز میں ابتداءً ہی رفع یدین کر کے گویا بندہ ساری دنیا کی نسبت کانوں پہ ہاتھ دھرتا ہے کہ میں سب سے بیزار ہوں اور صرف اللہ کی طرف آتا ہوں اور یہی تزکیہ نفس کی روح ہے کہ نفس ماسوی اللہ سے بیزار ہو کر صرف اللہ جل ذکرہٗ کا ہو رہے اسی لئے نماز حقیقت زکوٰۃ پر حاوی ہے۔ اگر غور کرو تو زکوٰۃ کی صورت بھی نماز کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ زکوٰۃ کی صورت اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ نماز کے لئے مصارف بھی لازم ہیں مثلاً نماز کے لئے وضو شرط ہے اور وضو کے لئے پانی جمع کرنا بغیر تھوڑے بہت خرچ کے ممکن نہیں خصوصاً جن ممالک میں پانی کی قلت ہے وہاں تو قلیل پانی حاصل کرنے کے لئے بھی کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اسی طرح نماز کے لئے جگہ بھی لازمی ہے اور اسی جگہ پر مسجد تعمیر کرنے پر بھی کافی خرچ آتا ہے پھر مسجد کی متفرق ضروریات۔ ان تمام مصارف کا اندازہ لگایا تو کچھ نہ کچھ رقم ہر نمازی پر بقدر حصہ لازم نکلتی ہے پس زکوٰۃ کی حسی صورت یعنی انفاق فی سبیل اللہ بھی نماز میں موجود ہے اس لئے صورتاً و حقیقتاً زکوٰۃ نماز میں موجود ہے اسی طرح جہاد بھی نماز میں موجود ہے

غرضیکہ کائنات کی تمام عبادات انسان کی نماز میں موجود ہیں اور نماز ہی ایک ایسی عبادات ہے جو ساری عبادات کی جامع ہے۔

(ماخوذ از فلسفہ نماز۔ حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند)

عبادت صرف نماز ہی ہے

میاں غلام حسین صاحب قلعہ گوجر سنگھ۔ لاہور

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۵)

ترجمہ :- بے شک نماز مومنوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

عبادت انتہائی تذلل کا نام ہے سو وہ اسی کی ہونی چاہیئے جو انتہائی درجہ میں کامل اور با اختیار ہو اور عزت کے ایسے انتہائی مقام پر ہو جس کے آگے عزت کا کوئی درجہ نہیں۔ کسی ناقص یا عاجز مخلوق کو معبودیت میں خالق کے برابر کر دینا انتہائی ظلم اور ہٹ دھرمی ہے اس ذلت مطلقہ کا نام عبادت ہے پس عبادت کی حقیقت انتہا درجہ کی نیازمندی ہے جس کے آگے ذلت اور نیازمندی کا اور کوئی درجہ باقی نہ رہے اس حقیقت کو سامنے رکھ کر اسلام کی عبادات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام میں نماز کے سوا کوئی عملی عبادت ہے نہیں اگر ہے تو وہ صرف نماز ہی ہے جسے حقیقی طور پر عبادت کہہ سکتے ہیں۔ عبادات اسلامی جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے چار ہی ہیں۔

(۱) نماز　(۲) زکوٰۃ

(۳) روزہ　(۴) حج

اب زکوٰۃ کو لیجئے تو وہ کسی طرح سے بھی اپنی حقیقت کے لحاظ سے عبادت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ زکوٰۃ کے معنی خدا کے لئے مال خرچ کرنے کے ہیں جس کا حاصل مال سے مستغنی ہونے کا اعلان ہے اور ظاہر ہے کہ مستغنی ہونا کوئی ذلت کی بات نہیں ہے کہ یہ غنا تو خدا کی صفت ہے اور پھر اس میں جود و کرم پایا جاتا ہے اور یہ بھی ذلت کا اظہار نہیں اس لئے اس کو بھی عبادت نہیں کہا جاسکتا۔ جود و کرم بھی اللہ تعالےٰ کی ایک صفت ہے اور خدا کی صفات سے متصف ہونا کمالات خداوندی سے تشبہ پیدا کرنا ہے یہ ذلت اور عبادت نہیں بلکہ اعلےٰ عزت کا مقام ہے۔ زکوٰۃ کا عبادت ہونا صرف اس لئے ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنا مال اس کے رستے خرچ کرتا ہے۔ ورنہ اپنے ذاتی لحاظ سے عبادت ہونے کی کوئی بھی شان اس میں نہیں پائی جاتی۔

اسی طرح روزے کو لیجئے تو اس کی ذات میں بھی عبادت ہونے کے کوئی معنی نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ روزہ کے معنے کھانے پینے اور جماع سے رُک جانے کے ہیں اور نفس کو ان تینوں خواہشات اور حوائج بشریہ سے پاک اور منزہ بنانے کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں کسی طرح ذلت کا اظہار نہیں کر سکتیں کیونکہ یہ بھی احتیاج نہیں بلکہ استغناء ہے اور غنا خدا کی صفت ہے کہ وہ کھانے پینے اور تمام حوائج سے مبّرا اور منزّہ ہے پس اس تقدس اور تنزہ پر آجانا کمالات الٰہیہ کے ساتھ مناسبت اور مشابہت پیدا کرتا ہے نہ کہ مخلوقیت کے اوصاف میں پھنستا ہے اس میں ذلت کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہے اس لئے روزہ کو عبادت نہیں کہا جا سکتا عبادت اس کو صرف اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں حکم الٰہی کی اطاعت اور امر ربانی کی بجا آوری پائی جاتی ہے۔ اس اطاعت کی وجہ سے روزہ بھی عبادت بن گیا ہے۔

اب فریضہ حج کو لیجئے اس میں بھی اپنی ذات کے لحاظ سے تعبّد کی کوئی شان نہیں ہے کیونکہ حج وطن۔ ترک زینت، ترک لذائذ اور ترک راحت وغیرہ اور اخیر میں ترک زندگی بصورت قربانی کے مجموعہ کا نام ہے اور ان تمام تروک کا حاصل بھی وہی بے نیازی اور استغنا ہے نہ کہ نیاز مندی بلکہ عین عزّ و کرم ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں محبت و غنا شان حق ہیں نہ کہ شان عبد۔ اس لئے افعال حج سے بھی انسان کی احتیاج ظاہر نہیں ہوتی کہ اسے عبادت کہا جائے صرف اضافی اور نسبتی معنی کے لحاظ سے اسے عبادت کہہ دیا گیا ہے پوری جامعیت کے ساتھ اگر کسی عمل کو عبادت کہا جاسکتا ہے تو وہ صرف نماز ہی ہے انسان کا وہ فعل جس میں سرتاپا نیازمندی عبودیت کیشی۔ بے لبسی و بیچارگی اور انتہائی ذلت و خواری کے سوا اور کوئی چیز ظاہر ہی نہیں ہوتی وہ صرف نماز ہی ہے۔ نہ اس سے زیادہ کوئی دوسری عبادت ہے اور نہ اس سے زیادہ جامع اسلوب پر انسان کا کوئی عمل نیابت و خلافت الٰہی کا حق ادا کرنے والا ہے۔ جس طرح انسان محض ایک مخلوق ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقیت کے نمونوں کا جامع ہے اس لئے اس کی عبادت بھی تمام مخلوق کی عبادتوں کا مجموعہ ہے اور ہر لحاظ سے اکمل ترین عبادت ہے

نماز کے اندر دو بنیادی چیزیں ہیں ایک اذکار جو زبان سے متعلق ہیں اور دوسرا ہیئات جو اعضائے بدن اور جوارح سے متعلق ہیں۔ اذکار میں ثناء سے لے کر فاتحہ و سورۃ تک پھر تسبیحات سے لے کر التحیات و تشہد تک اپنی عبدیت اور غلامی اور فدویت یا اللہ تعالےٰ کی عظمت و برتری اور لامحدود بزرگی کے سوا اور کسی چیز میں ہی نہیں ہوتا اور ہیئات کے لحاظ سے تو نیاز مندانہ سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا پھر رکوع میں جھکنا اور آخر کار اپنی سب سے باعزت چیز ناک اور پیشانی کو اپنے معبود کے سامنے خاک پر ٹیک دینا اور اس کی عزت مطلقہ کے سامنے اپنی ذلت مطلقہ کا عملاً و ہیئتہً اعتراف کرتا بندگی اور غلامی نہیں تو اور کیا ہے

جب انسان اپنے ان شریف اور باعزت اعضا کو حسّی طور پر ذلت کے ساتھ خاک پر رگڑنے لگتا ہے اور معنوی طور پر قلب و زبان سے اپنے ذلیل ہونے کا اعتراف کرتا ہے تو اس سے زیادہ اپنے آپ کو ذلیل بنانے کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے اور جب اس حقیقت کا نام عبادت ہے اور یہ صرف نماز میں ہی پائی جاتی ہے تو حقیقی طور پر اگر عبادت کہلائے جانے کی مستحق ہے تو وہ صرف نماز ہی ہو سکتی ہے۔ اس میں تشبیہ بالخالق کا پتہ ہی نہیں ہے بلکہ صرف تذلّل کا اظہار اور اعلان عبدیّت و فدویت ہے ہر لحاظ سے عبادت کہلانے کی مستحق صرف نماز ہی ہے۔

نماز جامع عبادات بھی ہے

اسلام کی جس قدر بھی عبادات و طاعات ہیں ان سب کو نماز میں جمع کر دیا گیا ہے روزہ کو دیکھو تو نماز میں موجود۔ کیونکہ روزہ کی حقیقت نیت صادق کے ساتھ کھانے پینے اور عورتوں سے منتفع ہونے سے بچنا ہے غور کرو تو نماز میں یہ ساری چیزیں لازم ہیں اور ان میں سے ہر ایک چیز مفسد صلوٰۃ ہے بلکہ نماز کا روزہ رمضان کے روزے سے بھی زیادہ مکمل ہے کیونکہ روزہ میں تو تین چیزیں

از افاداتِ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب حسنی حنفی قدس سرہ العزیز

آخری منزل

عاقبت منزلِ ما وادیٔ خاموشاں است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز!

(مرتبہ "حماد رشید")

انگریز کے دورِ غلامی نے ہمارے مذہبی احساسات کو اس قدر مردہ کر دیا کہ آج آزادی کے بعد بھی ہم اپنے دینی اور قومی مسائل کو جاننے میں شرم محسوس کرتے ہیں حالانکہ اب تو ہمیں پورے انہماک کے ساتھ اپنے آپ کو ہر طرح مسلمان ثابت کر دکھانا چاہیئے۔ اب تو کسی شخص کو عملاً قولاً فعلاً شکلاً قلباً اسلام کو قبول کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں بلکہ ہم نے پاکستان بنایا ہی اس لئے تھا کہ ہم مذہبی دینی اور ثقافتی طور پر ترقی کے خواہاں تھے۔ ہمارے عوام اب ہر قسم کے مسائل جاننے کے لئے ایسے آسان مسائل کی تلاش میں ہیں جہاں سے وہ آسانی کے ساتھ دین کی موٹی موٹی باتیں سیکھ سکیں۔ قرنِ اول میں "مولوی" نہیں تھے مگر علم و فضل اور دین جاننے کے لحاظ سے ہر شخص "مولوی" تھا ہم چاہتے ہیں کہ آج بھی یہ غلط امتیاز مٹا دیا جائے دین کی باتیں یاد رکھنا صرف مولوی کے ذمہ نہ ہو بلکہ ہر شخص اپنی جگہ پر دینی باتیں جاننے کے لحاظ سے "مولوی" ہو بنابریں سفرِ آخرت کی پہلی منزل کے لئے ہم حضرت میاں صاحب قدس سرہ کا رسالہ "مسافرِ آخرت" نئی ترتیب کے ساتھ شائع کر رہے ہیں تاکہ اس ضروری سفر پر جانے والے عزیزوں کے ساتھ لوگ دینی تقاضوں کے مطابق معاملہ کر سکیں۔ "حمّاد رشید" ملتان ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ فَقَدَّرَہٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَہٗ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ ــ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عَزَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَوَقَّرَہٗ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ وَاٰلِہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْہُ الرِّجْسَ وَطَھَّرَہٗ ــ اَمَّا بَعْدُ!

دنیا ایک چند روزہ سرائے ہے اور انسان ایک مسافر، جو کسی سرائے میں گھر بنا کر ہمیشہ کے لئے بیٹھ نہیں رہتا بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق چند دن سرائے میں رہ کر آگے چلنے کی تیاری میں مشغول ہوتا ہے زندگی میں تو انسان کو اس مسافرت کی خبر نہیں ہوتی (الا ماشاء اللہ) البتہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو کر عالمِ بقاء کی طرف جانے لگتا ہے تو اس کی یہ حالت اچھے طریقہ پر مشاہدہ کی جا سکتی ہے وہ تمام علاقے اور ہر قسم کے روابط چھوڑ کر تن تنہا آخرت کے سفر پر جانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ ایسے مسافر کے لئے عزیز و اقارب کو کیا معاملہ کرنا چاہیئے اور کس طرح اس اہم ضروری سفر کے لئے تیار کر کے اسے روانہ کرنا چاہیے۔ اس رسالہ میں مختصراً اسی بات کا بیان ہو۔

موت قریب ہو تو

(۱) جہاں تک ہو سکے اس کی صورت، شکل، لباس وغیرہ کو صاف ستھرا اور پاکیزہ بنایا جائے

(۲) جب اس کا آخری وقت ہو تو اس کو چت لٹا دو۔ شمال (اوتر) کی طرف سر اور جنوب (دکن) کو پاؤں کر کے سر کو ذرا قبلہ کی طرف جھکا دو کچھ لوگ پائنتی قبلہ کی طرف کر کے سر کے نیچے تکیہ رکھ کے اسے اونچا کر دیتے ہیں اس طرح بھی رُخ قبلہ کی طرف ہو جاتا ہے۔

(۳) اس کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھتے رہیئے تاکہ اس کی زبان سے کلمہ جاری ہو جائے۔ زبان سے کلمہ جاری نہ بھی ہو تب بھی دل میں اس کا اثر ضرور ہو گا مگر یہ یاد رہے کہ زبان سے اسے کلمہ پڑھنے کے لئے کہنا نہیں چاہیئے۔ خدا جانے نزع کی حالت میں وہ کیا جواب دے یہ مسئلہ اپنے رشتہ داروں، خصوصاً عورتوں کو اچھی طرح سمجھا دینا چاہیئے، جب ایک بار کلمہ پڑھ لے تو پھر خاموش ہو رہنا چاہیئے کلمہ پر خاتمہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے ہاں کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی دنیاوی بات کی ہے تو پھر دوبارہ اسے سنا سنا کر کلمہ پڑھیں۔ اور پھر جب وہ کلمہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائیں

(۴) مرنے والے کے سرہانے سورۂ یٰسین خود پڑھ دیں یا کسی سے پڑھوا دیں اس سے موت کی سختی میں تخفیف ہونے کی امید ہے

(۵) ایسے وقت میں مال و جائداد کے انتظام اور آل و اولاد کی پرورش وغیرہ کے متعلق اس سے کسی قسم کا سوال نہ کیا جائے تاکہ اس کا دل خدا کی طرف لگا رہے۔

رُوح نکلنے کے بعد

جب روح نکل جائے تو:۔

(۱) اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دو

(۲) ٹھوڑی کے نیچے سے کپڑا لا کر سر پر باندھ دیا جائے تاکہ مُنہ کھلا نہ رہ جائے

(۳) آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ کر بند کر دو

(۴) پاؤں کے انگوٹھے ملا کر باندھ دو۔

(۵) ایک صاف چادر اوپر ڈال دو۔

(۶) غسل کی حاجت والے آدمی اور حیض و نفاس والی عورت کو اس کے پاس نہ آنے دو

(۷) اگر میسّر ہو تو خوشبو جلا کر اس کے قریب رکھ دو

(۸) غسل دینے سے پہلے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف نہ پڑھو۔ غسل دینے کے بعد جائز ہے۔

۹۔ کفن دفن کے سامان میں جلدی کرنی چاہیئے۔

(۱۰) ہمسایہ اور عزیز قریبیوں کو اس موت کی خبر کر دو

غسل دینے کا طریقہ

(۱) بیری کی پتّی ڈال کر گرم پانی تیار کر لو۔

(۲) نہلانے کے تختہ کو اچھی طرح صاف کر کے تین یا پانچ یا سات بار عود یا لوبان وغیرہ کی دھونی دے کر

(۳) میّت کو اس پر لٹا دو۔ بہتر یہ ہے کہ سر شمال کی طرف ہو اور اگر موقع نہ ہو یا کچھ مشکل ہو تو جس طرح چاہو لٹا دو

(۴) ناف سے زانو تک ایک کپڑا ڈال کر بدن کے سب کپڑے اتار لینے چاہئیں۔

(۵) نہلانے والے کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور ناف سے زانو تک جو کپڑا پڑا ہے اس کے نیچے ہاتھ لے جا کر پہلے اس کا استنجا اور طہارت کرائے۔

(۶) اس کے بعد مُنہ، ہاتھ، پاؤں دھو کر اور سر کا مسح کر کے معمولی قاعدہ سے پورا وضو کرا دینا چاہیئے۔ لیکن ناک میں اور منہ

میں پانی نہ ڈالیں بلکہ کپڑا یا روئی تر کر کے دانت اور منہ اور ناک کو صاف کر دیں ہاں اگر غسل کی ضرورت میں موت ہوئی ہو یا حیض و نفاس والی عورت ہو تو منہ میں اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے پانی ڈال کر پھر کپڑے سے نکال لیں۔ وضو سے پہلے میت کے ہاتھ پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں۔

۷۔ وضو کے بعد اس کی ناک، منہ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی دے دینی چاہیئے تاکہ غسل کا پانی اندر نہ چلا جائے۔

۸۔ سر کے بال اور داڑھی ہو تو خطمی یا صابون وغیرہ سے ایسی طرح مل کر دھو ڈالو کہ صاف ہو جائیں۔

۹۔ بال یا ناخن ہرگز نہ کاٹیں۔ اور نہ کنگھا کریں۔

۱۰۔ پھر دائیں کروٹ کو ذرا اوپر اٹھا کر وہی بیری کے پتے والا نیم گرم پانی ڈالنا شروع کر دیں اور سر سے پاؤں تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر وہی نیم گرم پانی بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین بار اس طرح ڈالیں کہ نیچے تک پہنچ جائے پھر اس کی کمر کی طرف سہارا لگا کر کسی قدر بٹھانے کے قریب کر دو اور آہستہ آہستہ اس کا پیٹ اوپر سے نیچے کی طرف کو مل دو۔ اگر کچھ رطوبت یا نجاست نکلے تو صرف اسی کو صاف کر کے دھو ڈالو۔ غسل اور وضو میں کچھ نقص نہیں آتا

(۱۱) اس کے بعد بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا ہوا پانی تین دفعہ خوب بہاؤ کہ نیچے کی طرف بائیں کروٹ بھی تر ہو جائے۔

(۱۲) پھر بدن کا پانی کپڑے سے خشک کر کے اس کو تختے سے اٹھا کر کفن پر رکھو۔ اور ناک کان میں سے روئی نکال دو۔ عطر وغیرہ کوئی خوشبو اس کے سر پر اور اگر داڑھی ہے تو اس پر بھی لگا دو۔

(۱۳) کفن پر عطر نہ لگاؤ اور نہ کان میں عطر کا پھایا رکھو۔

(۱۴) اس کی پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پاؤں پر کافور مل دو۔

مرد کا کفن

مرد کے کفن میں صرف تین کپڑے ہوتے ہیں

(۱) ایک بڑی چادر، جو سب سے پہلے بچھا دی جاتی ہے

(۲) ازار (تہ بند یا چھوٹی چادر) وہ اس قدر ہو کہ سر سے پاؤں تک آ جائے۔ اسے بڑی چادر پر بچھا دو۔

(۳) کفنی (اسے بغیر آستین اور کلی کا کرتا سمجھ لیجیے) یہ گردن سے پیر تک ہو پہلے کفنی پہنا دو پھر لٹا کر تہ بند کو بائیں طرف سے لپیٹ دو پھر دائیں جانب کو لپیٹو، یعنے دایاں کنارہ اوپر رہے اور بایاں نیچے۔ پھر بڑی چادر کو بھی اسی ترتیب سے لپیٹ دو کہ بایاں پلہ نیچے رہے اور دایاں اوپر۔ اور کپڑے کی دھجی لے کر سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو۔ ایک دھجی کمر کے نیچے سے بھی نکال کر درمیان میں باندھ دیں تاکہ ہوا سے کفن کھل نہ جائے

عورت کا کفن

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں

(۱) بڑی چادر جس کو پوٹ کی چادر اور عربی میں لفافہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے یہی بچھاؤ۔

(۲) اس کے بعد سینہ بند بچھا دو۔ جو دو ہاتھ چوڑا تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیئے۔

(۳) اس پر ازار (جو سر سے پاؤں تک آ جائے) بچھاؤ۔

(۴) کفنی (بغیر آستین اور کلی کا کرتا، گردن سے پاؤں تک۔

(۵) خمار (سر بند) دو ہاتھ لمبا اور ایک بالشت چوڑا۔

عورت کو کفن پر لا کر پہلے کفنی پہناؤ اور سر کے بالوں کو آدھے آدھے دونوں طرف کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔ خمار یعنی سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں اس کو باندھنے اور لپیٹنے کی ضرورت نہیں اس کے بعد تہ بند (ازار) کو اس طرح لپیٹا جائے کہ دایاں کنارہ اوپر اور بایاں نیچے رہے۔ سر بند اس کے اندر آ جائے گا۔ اس کے بعد سینہ بند کو باندھ دو اس طریق سے سینہ بند تہ بند کے اوپر اور بڑی چادر کے اندر ہو گا لیکن اگر اس کو کفنی کے اوپر تہ بند سے پہلے بھی باندھ دیا جائے۔ تب بھی جائز ہے اگر تمام کپڑوں کے اوپر یعنے بڑی چادر کے بھی اوپر باندھ دیا جائے تب بھی درست ہے بڑی چادر کو لپیٹ کر تین جگہ سے باندھ دینا چاہیئے۔

نوٹ:۔ مذکورہ کپڑوں کے علاوہ جنازے پر جو چادر ڈال دیتے ہیں۔ وہ کفن میں داخل نہیں اگر کوئی شخص اپنی چادر اوپر ڈال دیتا ہے اور قبر پر جا کر اتار لیتا ہے تو کچھ حرج نہیں عورت کے جنازہ پر بانس کی تیلیاں یا درخت کی ہری شاخیں لگا کر چادر ڈال دینا چاہیئے تاکہ پردہ رہے

نماز جنازہ

اس طرح بنا سنوار کر اور ظاہری پاکی اور صفائی کر کے اس آخرت کے مسافر کو گھر سے رخصت کرو۔ کسی کو منہ دکھانا ہو تو دکھا دو چار آدمی اٹھا کر لے چلیں۔ جنازہ گاہ یا کسی صاف ستھرے میدان میں اس کو آگے رکھ کر نہایت عاجزی سے صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور خدا کی جناب میں اس کی باطنی صفائی اور پاکی یعنے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ اسی کا نام نماز جنازہ ہے کھڑے ہو کر چار بار اللہ اکبر کہنا فرض ہے

(۱) پہلی بار اللہ اکبر کہنے کے بعد سبحانک اللھم آخر تک پڑھے

(۲) دوسری تکبیر کے بعد درود (جو نماز میں التحیات کے بعد پڑھتا ہے وہی پڑھے

(۳) تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد یا عورت کا جنازہ ہے تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے اس کو ضرور یاد کر لینا چاہیئے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا ط اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ ط وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط

اے اللہ بخش دے ہمارے زندہ کو اور مردہ کو اور بخش دے ہمارے حاضر اور غائب کو اور بخش دے ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور بخش دے ہمارے مذکر و مونث کو۔ اے اللہ ہم میں سے جن کو تو زندہ رکھے ان کو اسلام پر استقامت کے ساتھ زندہ رکھ اور ہم میں سے جن کو وفات دے ان کو ایمان پر وفات دے۔

نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط

ترجمہ: اے اللہ اس کو تو ہمارے لئے آگے جانے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے ثواب اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور اسے ہمارے لئے قیامت کے دن سفارش کرنے والا بنا

نابالغ لڑکی کے لئے یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً

(۴) چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام پھیر لے۔

بعض دیہات میں جب کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ملتا تو مردہ کو بلا نماز جنازہ دفن کر دیتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے ورنہ سب گنہگار ہوں گے بلکہ وضو کر کے جنازہ سامنے رکھ کر ایک شخص کو آگے کھڑا کر دو۔ عربی دعا یاد نہ ہو تو تکبیروں کے ساتھ اپنی زبان میں دعا مانگ لے دعا وغیرہ کچھ نہ مانگے۔ صرف چار دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھ دے تب بھی فرض ادا ہو جائے گا اس مسئلہ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے اور اپنے ان پڑھ بھائیوں کو بھی سمجھا دینا چاہیئے۔

جنازہ لے جانا اور قبر میں دفن کرنا

یہاں سے اٹھا کر اس مسافر کو دنیا کی آخری منزل اور آخرت کی پہلی منزل (قبر) کی طرف لے چلو۔ جہاں اسے قیامت تک رہنا ہے دوڑنے کو دنے کی تو ممانعت ہے مگر یہ حکم ہے کہ جنازے کو تیز تیز لے چلو قبر آدمی کے سینے یا گردن تک گہری بنانی چاہیئے۔ اگر زمین ایسی ہو کہ بغلی لحد بن سکتی ہو تو لحد بنا لینا بہتر ہے۔ دو تین آدمی قبر میں اتر کر آہستہ سے اس کو اٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ کر قبر میں زمین پر لٹا دو۔ کوئی کپڑا یا بوریا بچھانا درست نہیں اور ذرا سی مٹی یا ڈھیلے کا سہارا دے کر رخ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیئے کفن کی گرہیں اب کھول دینی چاہیئں کچی اینٹوں یا بڑے ڈھیلوں یا بانس سے لحد کو بند کر دیں اور درخت کے پتے وغیرہ سے سوراخ بند کر دیں تاکہ مٹی ڈالی جائے تو وہ اندر لحد میں نہ چلی جائے اس کے بعد دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالنا شروع کر دیں اور قرآن پاک کے یہ الفاظ بھی پڑھیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے کہے گئے ہیں۔

(۱) پہلی بار جب مٹی ڈالیں تو مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ پڑھیں

اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا

(۲) دوسری بار ڈالیں تو وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ پڑھیں۔ اسی مٹی میں ہم دوبارہ تم کو لے جائیں گے

(۳) تیسری بار یہ پڑھیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی۔

اور اس مٹی سے ہم تمہیں ایک بار اور ... نکالیں گے

پھر قبر کو مٹی سے اچھی طرح بھر کر زمین سے ایک ڈیڑھ بالشت اونچی کر کے ڈھلوان بنا دو اور اگر پانی بھی چھڑک دو تو بہتر ہے پھر ذرا سی دیر ٹھہر کر اس کی مغفرت اور منکر نکیر کے جواب میں پورا اترنے اور ثابت قدم رہنے کی دعا کر کے اسے خدا کے سپرد کرو اور واپس چلے آؤ اور سمجھو کہ یہ ایک مسافر تھا جو اپنے اصلی وطن کو روانہ ہو گیا اسی طرح ہم کو بھی ایک روز دنیا چھوڑ کر وہیں جانا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

چند متفرق مسائل

(۱) عورت مر جائے تو شوہر کو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اسی طرح بیوی بھی اپنے شوہر کا منہ دیکھ سکتی ہے۔

(۲) بیوی کے لئے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا اور جنازہ اٹھانا بھی بلاشبہ جائز ہے۔

(۳) مرد کو اگر دو ہی کپڑے یعنی صرف تہ بند اور چادر یا کفنی اور چادر میں دفن کر دیا جائے تب بھی کافی ہے۔ اسی طرح تنگی کی صورت میں اگر عورت کو تین کپڑوں یعنی تہ بند چادر اور سربند میں کفنا دیں تو بھی درست ہے بلا ضرورت مرد کو تین اور عورت کو پانچ سے کم کپڑے نہ دینے چاہیئں۔ لاچاری و مجبوری میں جو مل جائے وہی جائز ہے

(۴) میت کے بدن اور کفن پر سیاہی یا کافور سے کچھ لکھنا یا کوئی چیز لکھ کر قبر یا کفن میں رکھنا جائز نہیں۔

(۵) میت کے سر پر عمامہ (پگڑی) باندھنا مکروہ ہے

(۶) چھوٹے چھوٹے بچوں کو اگر ایک یا دو کپڑوں میں کفنا دیں تو جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ کفن پورا ہو۔ لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب ہو تو اس کو پورے تین اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہے تو اسکو پورے پانچ کپڑے دینے چاہیئں

(۷) جو بچہ زندہ ہو کر مر گیا۔ اس کو غسل بھی دینا چاہیئے۔ کفن بھی پہنائیں اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں اور نام بھی ضرور رکھ دینا چاہیئے۔

(۸) اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو۔ نماز نہ پڑھو مگر نام رکھ دو۔

(۹) اگر حمل گر گیا اور ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کا کچھ نشان نہیں بنا تو اس کو غسل بھی نہ دو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو۔ کفن و دفن کا یہ مسنون طریقہ اور تمام مسائل حدیث و فقہ کی معتبر کتابوں (مثلاً صحاح ستہ، شامی ہدایہ اور درمختار وغیرہ) میں موجود ہیں کسی مسئلہ میں شک نہ لانا چاہیئے۔ اگر ان کے علاوہ کسی مسئلہ کی تحقیق کی ضرورت ہو تو جوابی لفافہ بھیج کر حسب ذیل پتہ سے فتویٰ پوچھا جا سکتا ہے۔

دارالافتاء مدرسہ عربیہ خیر المدارس، بیرون دہلی دروازہ ملتان

مدرسہ تجوید القرآن رحیم یار خان

۲۶ ذی قعدہ ۸۳ھ مطابق ۱۰ اپریل ۶۴ء بروز جمعہ بمقام مسلم لائبریری ملحقہ متصل ٹاؤن ہال رحیم یار خان۔ زیر سرپرستی انجمن اسلامیہ (رجسٹرڈ) رحیم یار خان ایک درس گاہ تجوید القرآن کا قیام عمل میں آیا جس کا افتتاح حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے کیا اس مبارک تقریب میں مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس اور مقامی علماء کرام اور معززین شہر تشریف فرما تھے۔ حضرت درخواستی نے .... خطاب فرماتے ہوئے ضرورت تعلیم قرآن پر زور دیا خصوصاً مقامی علماء کرام سے فرمایا کہ مسلم لائبریری کو دو چند بڑھایا جائے اور مقامی مدارس اپنی جگہ خوب کام کریں اور بڑی خواہش ہے کہ جیسا کہ شہر رحیم یار خان مرکزی ہے یہ مدرسہ تجوید القرآن کو مرکزی درسگاہ بنائی جائے اس مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ اب شعبہ تجوید اور ابتدائی تعلیم اردو اور تعلیم بالغاں کا خاص انتظام ہوگا۔ محمد اکمل

الداعی: ناظم تجوید القرآن رحیم یار خان ظفر ہاشمی

دعائے مغفرت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند حاجی سعادت علی صاحب انارکلی والے عید کے دن اچانک انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے صدق دل سے دعاء مغفرت فرمائیں (غلام حسین مسلم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

کیا ہم مسلمان ہیں؟

محمد شفیع عمر المدینی دلہم

ہم سب جانتے ہیں کہ مسلمان اسے کہتے ہیں جو اسلام کے ارکان کا پابند ہو یعنی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے رسول ہیں اور نماز پڑھتا رہے۔ اور زکوٰۃ دیتا ہے اور رمضان کے روزے رکھے اور زادِ راہ مہیا ہونے کی صورت میں بیت اللہ کا حج کرے جو عمر میں ایک بار فرض ہے

اب ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم نے کلمہ شریف تو پڑھ لیا اللہ تعالے اور اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صدق دل سے ایمان بھی لے آئے مگر کیا ہم نماز پڑھتے ہیں؟ کیا سالانہ باقاعدہ پائی پائی گن کر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں؟ کیا ہم رمضان مبارک کے مہینہ کے روزے رکھتے ہیں؟ اور کیا مال و دولت کی فراوانی کے باوجود ہم نے حج کیا ہے؟

اگر ان سوالات کے جوابات نفی میں مل رہے ہیں اور ہم پر یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ ہم نمازی نہیں اگر ہم تارکِ زکوٰۃ ہیں۔ اگر ہم رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے اور باوجود استطاعت کے اگر ہم نے حج نہیں کیا تو ہم کس منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور یہ بیچارگی ہم کب تک اپنے اوپر گوارا کر سکتے ہیں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار

کوئی ایسا مسلمان نہ ملے گا جسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویٰ نہ ہو۔ مگر زبانی دعوے سے کام نہیں چل سکتا محبت کا ثبوت ہمیں عملی طور پر دینا ہوگا اور وہ یہ ہے ہم سب ارکان اسلام بجالاتے رہیں اور جملہ اوامر و نواہی پر کاربند رہیں۔

اگر ہم اپنا ذاتی جائزہ لیں تو یہ بات ہم پر منکشف ہو جاتی ہے کہ جہاں تک ہماری عملی زندگی کا دارومدار ہے ہم شرعی احکام سے کوسوں دور ہیں، ہماری وضع قطع، بود و باش، لباس، چال ڈھال وغیرہ یکسر سنت نبوی ؐ کے برعکس ہیں۔ حالانکہ احیاءِ سنن ہم سب کا اہم ترین فریضہ ہے اور جنت میں جانے کا یہی ایک طریقہ ہے آپ ؐ نے فرمایا

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا (اس پر عمل کیا) تو اس نے میرے ساتھ محبت کی۔ اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔"

(الجامع الصغیر ص۲۸۴)

جب سرکار دوعالم ؐ کے ساتھ محبت کا معیار آپ ؐ کی سنت پر عمل کرنا ٹھہرا تو ہمیں چاہیئے کہ بڑی ہمت کے ساتھ آپ ؐ کے اسوۂ حسنہ پر چل کر اس معیار پر پورے اتریں۔

دوسروں کی دل آزاری

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس زندگی کی تگ و دو میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی بجا لاتا رہے

حقوق العباد میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ دوسروں کی دلآزاری نہ کی جائے۔ مگر ہم میں سے ایسے حضرات بھی موجود ہیں جن کا شیوہ ہی دوسروں کی دل آزاری ہے۔ گلہ و غیبت جی بھر کر کرتے ہیں۔ دوسروں کی آبرو و عزت ان کے ہاتھوں سے سلامت نہیں جھوٹا مقدمہ اور جھوٹی شہادت تک سے گریز نہیں مختصر بات یہ ہے کہ طرح طرح سے وہ دوسرے بھائیوں کے درپئے آزار ہیں اور ان کی دل شکنی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ سرکار دو عالم رحمۃ للعلمین نے ہمیں دوسروں کی دل آزاری سے روکنے کے لئے فرمایا۔

"جس شخص نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی پس (گویا) اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالے کو اذیت پہنچائی۔" (الجامع الصغیر ص۲۶۹)

خون ریزی وغیرہ

ہمیں آئے دن ناحق قتل کی خبریں پہنچتی رہتی ہیں۔ معمولی سی بات پر خون بہایا جاتا ہے۔

موٹریں وغیرہ اس بے احتیاطی سے چلائی جاتی ہیں کہ دوسرے راہگیروں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جاتی ہیں ہم اخبارات میں اکثر حادثات کے حالات پڑھتے رہتے ہیں جن میں کتنے انسانوں کی جانیں بلا وجہ جاتی رہتی ہیں۔

دوسروں کے مال پر ناحق قبضہ کرنے سے ہمیں عار نہیں۔ رشوت کے ذریعہ دوسروں کا مال لوٹ لینا۔ تجارت میں عجیب و غریب طرح کی دھوکہ بازیوں سے کام لے کر دوسروں کا مال اڑا لینا، چوری، ڈاکہ، فریب اور دوسرے انواع و اقسام کے ناجائز حربے غیروں کا مال چھیننے کے لئے بروئے کار لانے سے ہمیں شرم نہیں آتی۔

مزید برآں منکوحہ بیوی کے حقوق کو چھوڑ کر حرام کاری کا مرتکب ہونا کب حلال ہے بلکہ ایک مسلمان کے لئے غیر محرم عورت کو دیکھنا تک حرام ہے اگر غیر محرم پر اتفاقیہ نظر پڑ جائے تو شریعت اُسے گھور گھور کر دیکھنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتی بلکہ فوراً اپنی نگاہ کو ہٹا لینے کا حکم ہے۔

ہمیں بازاروں اور سڑکوں پر شریعت اس غرض سے گھومنے کی اجازت نہیں دیتی کہ غیر محرموں کو تاکتے پھریں۔ لوازمات، زنا، لواطت یا اغلام شریعت کی رو سے حرام ہیں۔

مشروبات میں پانی، شربت دودھ، پھلوں وغیرہ کے رس کی کمی نہیں اس لئے حلال و پاک مشروبات کو چھوڑ کر حرام مسکرات مانند شراب، بھنگ وغیرہ کے ہرگز قریب نہ جانا چاہیئے۔

جب تک ہم شرعی ممنوعات سے نہ رکیں گے تب تک جنت کے امیدوار کیسے ہو سکیں گے؟

لہٰذا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ہمیشہ یاد رکھیں آپ ؐ نے فرمایا۔

"جو شخص چار باتوں سے بچے وہ جنت میں جائے گا۔

(۱) (ناحق) قتل کرنا

(۲) (دوسروں کے) مال پر (ناحق) قبضہ کرنا

(۳) (حرام سے) شرمگاہ کی حفاظت کرنا

(۴) اور پینے میں احتیاط کرنا (کہ مسکرات کا ایک قطرہ بھی منہ کے قریب نہ پہنچنے پائے۔"

(الجامع الصغیر ص۲۷۱)

تضییع اوقات

ہمیں اس مختصر سی زندگی میں بہت کچھ کرنا

بقیہ:- کیا ہم مسلمان ہیں

ہے۔ کچھ اس زندگی کی بقا کے لئے کمانا ہے اور کچھ آخرت کے لئے نیک اعمال کا سرمایہ فراہم کرنا ہے یہ دونوں باتیں تب حاصل ہوں گی جب ہم وقت کی قدر کریں گے اسے کھیل تماشوں اور لہو و لعب میں برباد نہ کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کے اچھے اسلام کی یہ خوبی ہے کہ جو فضول ہے اسے چھوڑ دے
(الجامع الصغیر صہ ۲۶۸)

اللہ تعالٰی ہمیں سچا مسلمان بننے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ:- سورۃ الممتحنہ صہ سے آگے

ان دونوں قسموں کے شرکوں میں سے کسی قسم کا شرک بھی نہیں کریں گی

(۲) مالی حقوق کی حفاظت کا وعدہ

(۲) وَلَا يَسْرِقْنَ :- کسی کا مال نہیں چرائیں گی لوگوں کے جو مالی حقوق مسلمہ ہوں گے ان کی خلاف ورزی نہیں کریں گی مالی حقوق پر کم سے کم درجے کا حملہ چوری ہے وہ یہ نہیں کریں گی چہ جائیکہ اس سے بالاتر کسی اور ذریعے سے کسی کا مال ہضم کرنے کی کوشش کریں

(۳) حفاظت عزت

(۳) وَلَا يَزْنِينَ وہ زنا نہیں کریں گی انسان کی عزت عصمت کے ساتھ نکاح کی پابندی میں ظاہر ہوتی ہے وہ وعدہ کرتی ہیں کہ کسی کی عزت برباد نہ کریں گی

(۴) اولاد کا قتل نہ کرنا

(۴) وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ :- اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ اپنی عزت بچانے کے لئے اور زنا کاری چھپانے کے لئے اولاد کو قتل نہیں کریں گی

(۵) نیوگ کا انکار

(۵) وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ :- ایک کا بچہ دوسرے کے نام نہ لگائیں گی۔ ایک عورت ایک مرد سے بچہ لے کر دوسرے کے نام لگا دیتی ہیں یہ بہتان ہے پہلے لوگوں میں رواج رہا ہے کہ ایک مرد سے کام نہ چلے تو دوسرے مرد سے بچہ لے آتی ہے اسے نیوگ کہتے ہیں یہ حرام ہے عورت ایسی حرکت نہ کرے بچہ پیدا کرنے کی خواہش اور نسل بڑھانے کا جذبہ بے شک تقاضائے فطرت انسانی ہے مگر ایک مصنوعی طریقے کو فطرت کا قائم مقام بنانا بہتان ہے جس کی اجازت نہیں دی جا سکتی

ہمارے لوگوں چند خاص ملکوں میں بیٹھ کر اور ان کے اندر رہ کر قوانین بنائے ہیں وہ ان ملکوں کی فقہ ہے یہ فقہ ساری کی ساری قرآن حکیم میں نہیں آسکتی پس بغداد کی فقہ ہندوستان میں نہیں لائی جا سکتی اور انگلستان کا قانون پاکستان میں نہیں چل سکتا بخارا کے بادشاہ ہندوستان پر حاکم ہو جاتے ہیں اور انگلستان کے تاجر ہندوستان میں آتے ہیں دونوں اپنے اپنے ملکوں کے قانون یہاں جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ ان قانون کے سمجھنے سے عاجز آجاتے ہیں انہی میں سے نیوگ کا مسئلہ ہے لوگ اسے زنا میں داخل کرتے ہیں یہ غلط ہے یہ ایک قانون کے تحت ہے اس لئے اسے زنا نہیں کہا جا سکتا زنا سے مراد ہے کسی قسم کا نکاح نہ ہونا اور نیوگ ایک قسم کا نکاح ہے کہ اسے زنا کے تحت نہیں لایا جا سکتا اس لئے قرآن حکیم کو اسے جداگانہ طور پر منع کرنا پڑا

اب تک جو چیزیں تھیں وہ منفی حیثیت میں تھیں اب ایک مثبت چیز سے اس قانون کی تکمیل کر دی جاتی ہے۔ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ

معروف کی معنی

جو چیز کسی ملک میں عقلاء کی مجاریٹی (اکثریت) میں معقول مانی جائے اسے معروف کہا جاتا ہے جب بیعت معروف پر ہو گی تو گویا ساری شریعت کو تسلیم کر لیا گیا

فَبَايِعْهُنَّ :- ان کی بیعت قبول کر لو

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ :- اگر وہ غلطی سے خلاف ورزی کر بیٹھیں تو اللہ سے ان کے لئے مغفرت طلب کرو۔

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ حزب اللہ کی کمزور حالت میں عورت اس کی ممبر بنتی ہیں مگر وہ سیاسیات میں بڑی طاقت نہیں مانی جاتیں اس سے انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئیے اللہ ان کی کمزوری دور کر دے گا اور یہ چھوٹی طاقت بھی بہت بڑا کام کر سکتی ہے۔

(ملحوظہ)
چٹ پر سرخ نشان × چندہ ختم ہونے کی علامت ہے

نقد و نظر

مشتاق حسین بخاری

نام کتاب:- ملفوظات غوث اعظمؒ

ترتیب:- محمد سلطان نظامی صاحب
ناشران:- شرکت دینیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور
صفحات:- ۲۰۴ قیمت ۴ روپیہ للعمر

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رح کے اسم مبارک سے کون مسلمان شناسا نہیں بلکہ مسلمانوں میں ان کی غایت درجہ مقبولیت کے باعث برصغیر کے غیر مسلم بھی ان کے نام سے بخوبی واقف ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ واقفیت صرف برائے نام عقیدت تک ہی محدود ہے اور مسلمان محض گیارھویں کی نیاز دلوا کر ہی سمجھتے ہیں کہ حق عقیدت ادا ہو گیا۔ بس پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے مسلمانوں کو اسی حد تک تعلق رہ گیا ہے اور ان کی تعلیم سے کوئی واقفیت نہیں۔ گیارھویں کے بانی عام مسلمانوں کو یہ نہیں بتاتے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ توحید کے سب سے بڑے علمبردار تھے شرک کے شائبہ تک کو برداشت نہیں فرماتے تھے، ان کی تعلیم ان کے اعتقادات کتاب وسنت کی تعلیمات کے عکاس تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ رح کے پاکیزہ ملفوظات پر نظامی صاحب نے مستقل کتاب لکھی ہے خوش اعتقاد لوگ جو خود فریبی میں مبتلا ہیں اور اعمال حسنہ سے اجتناب کر کے حضرت شیخ سے صرف نسلی تعلق کو ہی نجات اخروی کا ضامن سمجھتے ہیں۔ ذرا اس کتاب کو پڑھ لیں اور حضرت شیخ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اعتقادات کا عکس دیکھ لیں۔ یہ کتاب غلط اعتقادات پر اتمام حجت ہے۔ افسوس ہے کتاب کو ظاہری خوبیوں سے مزین نہیں کیا گیا کاغذ اور طباعت ناقص ہے اور قیمت بھی کسی حد تک زیادہ ہے تاہم کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(قسط ۳)

(بسلسلہ ۶ مارچ ۱۹۶۲ء)

سورۃ الممتحنہ

از امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:- غازی خدا بخش اچھروی و شیخ بشیر احمد بی اے سمن آبادی

آیت نمبر ۱۱:- وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ○

ترجمہ! اور اگر کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے کفار کے پاس نکل گئی ہے پھر تمہاری باری آجائے تو تم ان مسلمانوں کو دے دو۔ جن کی بیویاں چلی گئی ہیں جتنا کہ انہوں نے دیا تھا اور اس اللہ سے ڈرو کہ جس پر تم ایمان لائے ہو

اگر کافر مہر ادا نہ کریں

اگر کافر لوگ ان عورتوں کے مہر ادا نہ کریں جو تم نے چھوڑی ہیں تو مال غنیمت میں سے ہے پہلے ان مسلمانوں کا حق ادا کردو

فَعَاقَبْتُمْ:- ہاتھ مارو۔ ان سے اتنا مال غنیمت لے لو۔

مِثْلَ مَا أَنفَقُوا:- جتنا مسلمانوں نے خرچ کیا ہے وہ انہیں دے دو

وَاتَّقُوا اللَّهَ:- اللہ کے انصاف کی پیروی کرو یعنی خود بھی انصاف کرو۔

آیت نمبر ۱۲:- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

ترجمہ! اے نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ) شوہر سے جنی ہوئی، بنالیں اور نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر ان کیلئے اللہ سے بخشش مانگ بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

امتحان کا طریق

کفار کی جو عورتیں امتحان دینے کے بعد قبول کی جاسکتی ہیں (جس کی طرف آیت نمبر ۱۰ میں اشارہ کیا گیا ہے) ان کے امتحان کا کیا فائدہ ہوگا؟ یہ طریقہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے اس سے نئے رکن کے فرائض متعین ہو جائیں گے یعنی یہ کہ وہ کن کن چیزوں کا اقرار کرے کہ اسے حزب اللہ کی رکنیت کے لئے قبول کرلیا جائے

بیعت کا مطلب

يُبَايِعْنَكَ: اپنا پورا اختیار مجھے دے دیں۔ اپنا سر رکھ دیں یعنی اقرار کریں کہ اگر ہم حزب اللہ کی خلاف ورزی کریں تو آپ حد جاری کرنے کے پورے پورے مختار ہیں

سیاست اور بیعت

جب ہم ایک عہد کریں اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرلیں کہ اگر اس کی خلاف ورزی کریں تو اس کی سزا بھگتنے کو تیار ہیں خواہ وہ ضبطی مال کی صورت میں ہو یا سر قلم کرنے کی شکل میں ہم ہرگز اعتراض نہ کریں گے اس اقرار نامے کو بیعت کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ اس بیعت کو سیاسی رکنیت کا اساس قرار دیتے ہیں (القول الجمیل اور فیوض الحرمین) ہمارے نادان علماء سیاست کو مذہب سے علیحدہ تلاش کرتے پھرتے ہیں اور اسلام (ایمان) کی بیعت گویا ان کے نزدیک سیاسی اہمیت نہیں رکھتی ہم ان لوگوں کو سفہائے امت میں سے گنتے ہیں شاہ ولی اللہ کا ہم پر بڑا احسان یہی ہے کہ انہوں نے ہمیں اجتماعی سیاست سمجھادی ہے انہوں نے جن اصولوں پر اسلامی اجتماعیت کو حل کیا ہے اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا گو وہ لوگ اپنا فکر (صفحہ ۹) الگ رکھتے ہیں مگر اسے کامیاب بنانے کے لئے قوانین وہی تجویز کرتے ہیں جو شاہ صاحب بتاتے ہیں۔ ان نادان فقہا کے پیچھے چل کر مسلمان کبھی ان مصیبتوں کے سمندروں سے پار نہیں اتر سکتے جو ان کی اجتماعیت ٹوٹنے کے بعد ان کے راستے میں حائل ہو گئے ہیں۔ اب نہ ہمارا علمی نظام باقی رہا ہے نہ اخلاقی نہ مالی۔ نہ گھر کا ٹھکانا ہے نہ مسجد کا ہر جگہ بدنظمی ہی بدنظمی مہیب شکل میں نظر آرہی ہے۔ اس کے لئے ایک اجتماعیت شناس امام چاہیئے جو قرآن کا اجتماعی نقطۂ نظر سمجھا سکے کوئی مستعار سیاست یا ادھورا پروگرام مسلمانوں کو مصیبت سے نجات نہیں دلاسکتا اس سلسلے میں شاہ صاحب کے پروگرام کے ماسوا کوئی پروگرام ہمیں نظر نہیں آتا

(۱) خلافت باطنہ اور (۲) خلافت ظاہرہ

شاہ صاحب کی حکمت کے مطابق امن بیعت ہی کے طریقے سے حکومت پیدا ہوتی ہے اس کی دو شکلیں ہیں

(۱) اگر لڑنے کی اجازت نہ ہو تو شاہ صاحب اسے خلافت باطنہ قرار دیتے ہیں۔

(۲) اگر لڑنے کی اجازت ہو تو اسے خلافت ظاہرہ قرار دیتے ہیں۔

حکومت کس طرح قائم کی جاتی ہے

شاہ صاحب بادشاہ کا لفظ استعمال نہیں کرتے ان کی نگاہ میں بادشاہی فقط ذات خداوندی کو زیبا ہے ان کے نزدیک مسلمان کا بہترین امتیاز یہ ہے کہ وہ اللہ کا بہترین نائب ہو کر حکومت کرے۔ اس لئے وہ اسے خلافت سے تعبیر کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کی بادشاہی اس بیعت ہی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے بیعت کرنے والا آدمی جس سے بیعت کرتا ہے اسے ایک سلطان مانتا ہے اگر وہ فقیہ ہے اور حکیم ہے تو ایک آدمی کی بیعت ہی سے اس کی سلطنت کی بنیاد پڑے گی اگر سفیہ ہے تو لاکھوں کے مجموعے سے بھی کوئی نظام قائم نہیں ہو سکتا نہ کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے

بیعت کی مدات

مومن عورتیں کن باتوں پر بیعت کرتی ہیں؟

(۱) انکار شرک

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی کسی شخص کو اپنا کارساز ماننا اسے خدا کا شریک بنانا ہے اسی طرح کسی شخص کو حکومت کا مرکز ماننا بھی شرک کرنا ہے۔ وہ وعدہ کرتی ہیں کہ

بقیہ: اداریہ صفحہ ۲ سے آگے

انہیں آ جانے جانے کی اجازت نہ ہو اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کو جدید تعلیم بھی مکمل طور پر دی جائے تاکہ وہ موجودہ حالات کے جدید تقاضوں کا حل اسلام کی روشنی میں پیش کر سکیں اور باطل قوتوں کا منہ پھیر سکیں۔ ظاہر ہے اس صورت میں تینوں خصوصیات صدق مقال، رزق حلال پاکیزہ ماحول اور پاکیزہ صحبت سب جمع ہو جائیں گی اور اس فضا میں تربیت یافتہ طلباء سے جو معاشرہ تیار ہوگا وہ یقیناً ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہوگا اور صحیح معنوں میں ملک وملت کی تعمیر کا سبب بنے گا۔

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے ٦ مئی کو زنوبی ہوٹل ZONOBI HOTEL گلبرک مارکیٹ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صحیح فرمایا تھا کہ "یہ ملک خدا اور رسول کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور امید تھی کہ تقسیم کے بعد ہماری وہ امیدیں اور آرزوئیں پوری ہوں گی جن کی خاطر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا لیکن مغربی تہذیب وثقافت کے اثرات نے آج نئی نسل کے اخلاق وکردار کا جنازہ نکال دیا ہے اور ہم نے ہماری نئی نسل چھیننے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی یہی وجہ ہے کہ معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جڑ پکڑ گئی ہیں اور تقسیم ملک سے پہلے ہماری جن برائیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے وہ بے نقاب ہو گئی ہیں۔ غرض ہمارا معاشرہ ایسی تباہ کن برائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے کہ جن کا اگر فوری انسداد نہ کیا گیا تو معاشرہ کی اصلاح ناممکن ہو جائے گی، چنانچہ اسی صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صوفی عبدالحمید خاں صاحب (وزیر خوراک سابق پنجاب) مولانا محمد اکرم صاحب سلطان فونڈری والے اور ان کے دوسرے ایثار پیشہ ساتھیوں نے اپنی طرف سے ایک گرانقدر کوشش کی ہے اور مغربی تہذیب وثقافت اور موجودہ معاشرتی برائیوں کے زہر کے لئے جامعہ حمیدیہ کی صورت میں تریاق مہیا کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اس قومی وملی مقصد عزیز میں کامیاب فرمائے اور ہم سب کو اس خاکہ میں رنگ بھرنے کی توفیق بخشے۔

آیئے! ہم سب مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی اپنی جگہ بے حیائیوں اور معاشرتی برائیوں کے انسداد کی سرتوڑ کوشش کریں اور ان خاکوں میں رنگ بھرنے کی کوشش کریں جن سے دین حق کے خدوخال نکھر سکتے ہیں روحانی اور اخلاقی قدریں بحال ہو سکتی ہیں اور اسلام کا بول بالا ہو سکتا ہے

جانشین امیر شریعت کی گرفتاری

ملتان سے آنے والی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے حضرت مولانا سید عطاء المنعم ابوذر غفاری کو سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۱۲ کے تحت گرفتار کر لیا ہے۔ جہاں تک گرفتاری کا تعلق اگر انہوں نے واقعی حکومت کے کسی قانون کی خلاف ورزی کی ہے تو حکومت کو حق پہنچتا ہے کہ وہ قانونی کاروائی کرے اور ان پر مقدمہ چلائے ہمیں مقدمہ میں نہ دخل دینا مطلوب ہے اور نہ ان کی صفائی پیش کرنا مدنظر ہے جب کیس عدالت میں جائے گا تو مولانا موصوف اپنی صفائی خود پیش کریں گے اور اگر انہوں نے واقعی جرم کا ارتکاب کیا ہوگا اور اسے حق سمجھ کر کیا ہوگا تو وہ علی الاعلان اس کا اقرار کریں گے اور کبھی غلط بات نہ کہیں گے کیونکہ ان کی رگوں میں اس بطل جلیل اور مایۂ ناز فرزند اسلام کا خون دوڑ رہا ہے جس کے ہونٹ جھوٹ سے نا آشنا تھے جس کے اخلاق وکردار اور گفتار سے بوئے اسد اللہی آتی تھی، جس کی ہیبت سے فرنگی حکومت کے دل دہلتے تھے اور جس کی گرج سے خانہ ساز نبوتوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ جایا کرتی تھی۔ ہمیں یہاں صرف پولیس کے غلط رویہ پر احتجاج کرتا ہے جس نے ان کے منصب ومقام کا خیال نہ رکھتے ہوئے ہتھکڑی لگائی اور ان کے ساتھ شایان شان سلوک نہ کیا۔ حالانکہ آئی جی صاحب کی واضح ہدایات موجود ہیں کہ باعزت افراد کو ہتھکڑی نہ لگائی جائے مزید برآں وہ اخلاقی مجرم بھی نہ تھے ان کے جرم کی نوعیت دوسری تھی۔ اب تک ہم عید اور جمعہ کا خطبہ پڑھنا قانوناً اور شرعاً جائز سمجھتے رہے ہیں صرف تقریر کرنا خلاف قانون خیال کرتے تھے تاہم اس کا فیصلہ عدالت ہی کرے گی اور یہ اشکال رفع ہو جائے گا، ہم مجاز نہیں کہ اس کے متعلق کوئی رائے زنی کریں۔ البتہ ڈی سی ملتان سے یہ درخواست ضرور کرتے ہیں کہ حضرت امیر شریعت کے لاکھوں جاں نثار ضلعی حکام کے اس اقدام کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ انہیں جلد از جلد رہا کیا جائے اور ان حکام کے خلاف باضابطہ کاروائی کی جائے جنہوں نے ان کے ساتھ نامناسب سلوک کیا۔ ساتھ ہی ہم عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ کسی ہنگامی جوش کا شکار نہ ہوں اور قانون کے دائرہ میں رہ کر شاہ صاحب کا مقدمہ عدالت میں جیتنے کی کوشش کریں۔ موجودہ حالات میں مکمل امن وامان ملک وقوم اور وقت کا اہم تقاضا ہے۔

ضروری گزارش

۱۔ ایجنٹ حضرات کی طرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر ادارہ کے لئے مشکلات کا باعث بنتی ہے اس کار خیر کو باقاعدہ جاری رکھنے کے لئے قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات کا تعاون بہت ضروری ہے

(۲) جملہ بلوں کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ بنام مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی جائے ادارہ کے کسی کارکن کے نام دفتری رقوم نہ بھیجی جائیں

(۳) خط وکتابت کرتے وقت اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر اور ضروری تفصیل خوشخط لکھی جائے

(۴) جواب طلب امور کے لئے جوابی لفافہ یا ٹکٹ ڈاک روانہ کریں۔

(۵) انجمن کی مطبوعات منگوانے کے لئے وی پی کی فرمائش نہ کریں کل رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی روانہ کریں

(٦) ۳۲ رسائل کا سیٹ زیر طبع ہے تا اطلاع فرمائش نہ بھیجیں

۷۔ کاغذ کی انتہائی گرانی اور نایابی کے باوجود قرآن عزیز کے ہدیہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا لہٰذا جلد از جلد زیادہ سے زیادہ نسخے منگوا کر فائدہ اٹھائیں (ادارہ)

دعائے صحت

کیپٹن محمد لطیف خاں صاحب سکنہ ہڈالی ضلع سرگودھا حضرت قدس سرہ کے پرانے ارادت مندوں میں سے ہیں اور کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ کیپٹن صاحب موصوف کے لئے صدق دل سے صحت یابی کی دعا فرمائیں۔ (رسالدار) غلام محمد رضا

ملاقات اور سلام کرنے کے آداب

از عبد الحمید متعلم ہائی سکول سرائے عالمگیر

یارب یہ التجا ہے کرم تو اگر کرے
وہ بات دے زبان کو جو دل پر اثر کرے

آپ نے موجودہ پر فتن دور میں اکثر دیکھا ہو گا کہ لوگ سلام کرنا تو درکنار سلام کا جواب دینا بھی اپنی شان کے خلاف اور ہتک سمجھتے ہیں۔ اور طرّہ یہ کہ سلام کرنے کے نئے نئے طریقے اختراع کر رکھے ہیں۔ جو بے فائدہ ہیں اوّلاً ملاقات کے وقت دوسرے مذاہب کے سلام کرنے کے طریقے ملاحظہ ہوں

(۱) سکھوں میں ملاقات کے وقت "ست سری اکال" یا "واہگورو جی کا خالصہ" یا "واہگورو جی کی فتح"

(۲) ہندوؤں میں جب سلام کرتے ہیں تو "جے رام جی" یا "نمستے" جیسے الفاظ دھراتے ہیں

(۳) اور عیسائیوں میں گوڈ مارننگ GOOD MORNING یا GOOD EVENING یا GOOD NIGHT

ملاقات کے وقت سلام کے طریقے ہیں

مگر ہم مسلمان ہیں ہمیں ان میں سے کسی کی بھی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ ملاقات کے وقت سلام کرنے کا جو طریقہ اسلام نے مقرر فرمایا ہے۔ صرف وہ ہی ایک نہایت اعلےٰ و افضل ترین طریقہ ہے۔

السّلام علیکم و رحمة الله

(تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو)

اس کا کیسا مفید ترین مفہوم ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی تمہیں سلام کہے تو اس کے سلام کا جواب بہترین الفاظ میں دیں۔ یعنی اگر کوئی کہے السلام علیکم تو جواب میں آپ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہیں۔

حدیث میں آتا ہے اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (سلام کو آپس میں عام کرو)۔ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا تھا کہ بہترین مسلمان کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ جو لوگوں کو کھانا کھلائے اور آشنا و ناآشنا کو سلام کرے۔

سلام کہنے کے آداب

(۱) ہر مسلمان سلام کہنے میں پہل کرے

(۲) سوار پیدل کو پہلے سلام کرے

(۳) چھوٹا بڑے کو سلام کرے

(۴) پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو پہلے سلام کرے

(۵) اگر تھوڑے لوگ ہوں تو بہت سے لوگوں کو سلام کریں

(۶) جھک کر یا ہاتھ جوڑ کر سلام نہیں کرنا چاہیئے۔

(۷) مجلس سے اٹھتے وقت بھی سلام کریں

(۸) اگر سلام کے ساتھ مصافحہ بھی کر لیویں تو یہ سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے

(۹) کسی کے سلام کے جواب میں صرف ہاتھ اٹھانا یا اشارہ کر دینا کافی نہیں بلکہ زبان سے وعلیکم السلام کہا کریں۔ مگر آج کل کے نوجوان سلام کا جواب سلیوٹ سے کرتے ہیں یعنی تین انگلیاں ماتھے پر رکھتے ہیں یا بصورت دیگر ہیٹ کو جنبش دے کر سلام کا جواب کہہ لیتے ہیں یہ قطعی غلط ہے

(۱۰) جب کسی دوسرے کے گھر میں اس کو ملنے کے لئے جائیں تو اس کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہوں اور داخل ہونے سے پہلے ان کو سلام کہیں۔ اگر آپ گھر کے مالک سے اجازت طلب کریں اور وہ جواب نفی میں دے یعنی کہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں تو آپ واپس آ جائیں۔

(۱۱) آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس گھر میں آپ رہتے ہوں تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کر لیا کریں ممکن ہے کہ گھر کے اندر کوئی برہنہ بیٹھا ہو۔ لہٰذا احتیاط برتنی چاہیئے۔

مذکورہ بالا باتوں کے بغور مطالعہ کے بعد سلام کرنے کے فضائل و برکات بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔

ہمیشہ محمود کاموں کے نتائج بھی احسن برآمد ہوتے ہیں نیز جو سلام کا جواب نہیں دیتا اس کو سخت گناہ ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان ہدایات کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بقیہ: خطبہ جمعہ ص۶ سے آگے

اور یوں دکھائی دے جیسے سانپ سونگھ گیا ہے —

یاد رکھیئے! ایسے شخص کا دل اور جسم دونوں کمزور ہوتے ہیں اور وہ انتہائی درجے کا بزدل ہوتا ہے۔

درسِ عبرت

محترم حضرات! آپ دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بظاہر ہماری طرح ہی انسان تھے۔ ان میں سے بعض دیکھنے میں انتہائی لاغر و کمزور بھی تھے مگر انہوں نے فارس و روم کے تخت الٹ کر رکھ دیئے، ان کی طاقت وسطوت خاک میں ملا دی۔ شیر اُن کا راستہ چھوڑ گئے، آندھیاں ان کے مقابلہ میں رُخ بدل کر نکل گئیں اور انہوں نے اپنی راہ سے پہاڑوں کے قدم اکھاڑ کر رکھ دیئے آخر کیا بات تھی؟ یہی کہ وہ متقی و پرہیزگار تھے، انہوں نے اپنا جان و مال سب خدا کی راہ میں وقف کر رکھا تھا اور وہ پاکیزگیٔ حیات کے نور سے حق و صداقت کی چمکتی ہوئی بجلی بن گئے وہ تھوڑے تھے مگر ساری دنیا کے لیئے کافی تھے اور ہم کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود کفر و تثلیث کی قوت سے لرزاں و ترساں بدن پر رعشہ طاری ہے، محض گیدڑ بھبھکیوں سے گزارا کرتے ہیں اور پتھر کے پجاریوں سے بھی خوف زدہ ہیں یہ کیوں اور کس لئے ہے؟ محض اس لئے کہ ہمارے اندر بدکاروں، فاسقوں، گناہگاروں منافقوں اور خدا کی نافرمانی کرنے والوں کی اکثریت ہے — نہیں بلکہ سارا معاشرہ ہی سرکشی و عدوان میں مبتلا ہے۔ ہمارے اسلاف نور تھے ہم ظلمت ہیں — وہ خدا کے تھے ہم اپنے نفسوں کے ہیں — وہ اللہ کے پیارے رسول ؐ کے جانثار اور عاشق جانباز تھے ہم غدار و نافرمان ہیں — وہ متقی و پرہیزگار تھے ہم فاسق و بدکار ہیں وہ شجاع و غیور تھے ہم بزدل و بے غیرت ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے ہم اپنوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے وہ حسبۃً للہ ایک دوسرے کے کام آتے تھے ہم رشوتیں کھا کر بھی دوسرے کو فریب دینے سے باز نہیں آتے۔ صدقِ مقال اور اکل حلال ان کا شعار تھا اور ہمارا تمام معاشرہ ہی دغاباز، مکار اور حرامخوری کا شکار ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہیں۔

گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں کا ہجوم ہوتا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ کوئی بلا نازل نہیں ہوتی ہے مگر بسبب گناہ کے اور کوئی بلا دور نہیں ہوتی مگر بسبب توبہ کے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب آتی ہے ایک دوسری جگہ ارشاد ہے ——

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالےٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں۔

نتیجہ

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ مصیبت فسق و فجور سے آتی ہے اور دوسری آیت سے ظاہر ہوا کہ زوالِ نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے

برادرانِ محترم!

اگر قرآن و حدیث میں غور کریں اور حالاتِ زمانہ کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ گناہوں کے ارتکاب سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے، اللہ کی عظمت دل سے نکل جاتی ہے، طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہو جاتی ہیں، پانی، ہوا اور پھل ناقص ہو جاتے ہیں، نفس و شیطان مسلط ہو جاتے ہیں قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، معصیت کے جراثیم دل میں گھر کر لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے رسول اللہ ؐ کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کی عقل میں فساد اور فتور آ جاتا ہے ان کے علاوہ بے شمار دینی و دنیوی محرومیوں اور نقصانات سے انسان گناہوں کے باعث دوچار ہوتا ہے اس طرح اس کی دنیا بھی برباد ہو جاتی ہے اور زادِ آخرت بھی تیار نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ آخرت میں بھی ذلیل و خوار اور رسوا ہوگا۔

(اللّٰھم لا تجعلنا منھم)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے۔ اپنے نام کی لذت اور شوق عطا فرمائے۔ کثرت سے استغفار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی ہمیں توفیق بخشے۔ ہم پر اپنی رحمتیں بے حد و بے حساب نازل فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق نصیب فرمائے۔ آپ سے عقیدت ادب اور اطاعت کے تار سلامت رہیں اور ہم چلتے پھرتے محمدی مسلمان بن جائیں کہ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی ہے (آمین یا الٰہ العالمین)

دعائے مغفرت

محترم منظور سعید صاحب جالندھری کے والد میاں امیرالدین صاحب ۳۰ اپریل کو اسی سال کی عمر میں اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون ان کا جنازہ ۸۲۳/۹ پیرانی کوتوالی سے اٹھایا گیا اور ۳۰ اپریل کی شام کو انہیں اشکبار آنکھوں سے قبرستان میانی صاحب ۴۴ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ نے پڑھائی —

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے

(ادارہ)

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)

...رم الحرام

ہجرت فاروقِ اعظم

اشرف زبیری

محمدؐ اور چند افراد اصحاب محمدؐ کے
ستائے ظلم برسائے ہوئے آلام بے حد کے
جب آ پہنچے مدینہ کی طرف مکّہ کی بستی سے
روانہ ہوگئے جب دم دیارِ بُت پرستی سے
تو فاروقِ معظّم نے بھی ہجرت پر کمر باندھی
حمائل کی گلے میں تیغ، پٹکے میں تبر باندھی
چلے کعبہ کی جانب طوف کرنے کے ارادے سے
صفا سے دامنِ امید بھرنے کے ارادہ سے
کیا طوفِ حرم اور یوں مخاطب کرکے فرمایا
سُنو اے کافرو! فاروقؓ کی ہجرت کا وقت آیا
جسے منظور ہو بچّوں کو اپنے بے پدر کرنا!
مقابل آکے اپنے ہاتھ اپنے خون میں بھرنا
جسے منظور ہو بیوی کو زخمِ بیوگی دینا
خود اپنے ہاتھ سے خستہ دلی اور خستگی دینا
وہ آئے سامنے میرے، وہ آئے سامنے میرے
کھڑا ہوں آستینوں کو چڑھائے، تیغ کو تانے
نہ پھر ہرگز نہ کہنا ڈر گیا خطاب کا بیٹا
کہ ہم سے چھپ کے ہجرت کر گیا خطاب کا بیٹا
میں جاتا ہوں میں جاتا ہوں مجھے روکو مجھے ٹوکو
بڑھو اور اپنی آتشبار تیغوں سے مجھے روکو
جری ہو صف شکن ہو تو مقابل آکے ڈٹ جاؤ
وگرنہ صورتِ روباہ اب رستہ سے ہٹ جاؤ
خدا نے مجھ کو عزت دی خدا نے مجھ کو عزت دی
اُسی کے پاس جاتا ہوں مجھے جس نے ہدایت دی
عمرؓ چھوٹ جائے آقا کے قدم سے ہو نہیں سکتا
یہ پروانہ جدا شمعِ حرم سے ہو نہیں سکتا!

بچوں کا صفحہ

ترجمان القرآن ابن عباسؓ کی طالبعلمی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو میں ایک انصاری دوست کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابھی الحمد للہ بڑے بڑے صحابہؓ کرام موجود ہیں چاہیئے کہ ہم ان سے علم حاصل کرلیں ورنہ ان کے بعد ہم سے لوگ مسائل پوچھیں گے اور ہمیں علم نہ ہوگا تو مشکل پڑے گی، انصاری دوست پر تواضع کا غلبہ تھا انہوں نے کہا کہ آپ بھی عجیب باتیں کرتے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آسکتا ہے کہ لوگوں کو ہماری ضرورت پڑے)..

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان کے یہ کلمات سن کر میں نے ان کو تو ان کے حال پر چھوڑا اور خود طلب علم کے لئے کمر بستہ ہوگیا اور جس صحابی کے متعلق مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے پاس حدیث کا کچھ علم ہے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس کو حاصل کرتا

بعض اوقات مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں بزرگ حدیث کی روایت کرتے ہیں تو میں ان کے دروازے پر حاضر ہوتا۔ اور معلوم ہوتا کہ وہ قیلولہ (آرام فرما رہے ہیں تو دروازے پر ہی اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر لیٹ رہتا تھا۔ ہوا سے تمام گرد وغبار میرے چہرے اور کپڑوں کو گرد آلود کر دیتا تھا۔ مگر میں اپنی دھن میں مست تھا، یہاں تک کہ وہ بزرگ باہر تشریف لاتے اور مجھے اس حال میں دیکھ کر حیرانی سے فرماتے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے آپ نے یہ کیا کیا آپ کوئی آدمی بھیج کر مجھے بلا لیتے میں وہیں حاضر ہو جاتا۔ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ نہیں میں علم حدیث کے لئے آیا ہوں یہ میرے ہی ذمہ تھا کہ خود حاضر ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندانی اعزاز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور عنایات سے حاصل شدہ عزت کو طلب علم کے راستے میں اس طرح نظر انداز کر دیا کہ عاصیانہ طور پر در در پھر کر علم حاصل کیا کیونکہ جو شاہد مقصود ان کے پیش نظر تھا اس نے ان کو ہر مشقت ومحنت اور ظاہری ذلت برداشت کرنے کے لئے آمادہ کر رکھا تھا

رنج راحت شد چو مطلب شد بزرگ
گرد گلہ توتیائے چشم گرگ!

علماء نے فرمایا ہے:۔

علم ایسی عزت ہے کہ اس میں ذلت کا نام نہیں مگر حاصل ایسی ذلت سے ہوتا ہے کہ اس میں عزت کا نام نہیں۔

اسی والہانہ طلب اور جد وجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ جماعت صحابہؓ میں ہی آپ کا لقب ربانی الامۃ، حبر الامۃ اور ترجمان القرآن مشہور ہے۔ عہد صحابہؓ ہی میں آپ کے فتاویٰ کا چرچا اور قبول عام ہوگیا۔

اس وقت تو اس انصاری دوست نے میری بات کی قدر کی اور کہنے لگے آپ ہم سے زیادہ عاقل نکلے۔

(طبقات ابن سعد صـ۲۲۱ ج۲)

مئی سنہ ۱۹۶۴ء
معصیت

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء

خلافت و ملوکیت

(خدا بخش اظہر)

۱ زبانِ حال سے کہتی ہے یہ تاریخ انسانی
۲ ستم رانی مہذب ہو تو بن جاتی ہے سُلطانی
۳ ہمیشہ خوانِ آزادی سے ہوتے آئے ہیں پیدا!
۴ شکوہِ قیصری، جاہِ یزیدی، رعبِ خاقانی
۵ وہی ہے حکمراں، ظاہر ہو جس کی حکمرانی سے
۶ خلوصِ بو ذری، صدقِ اویسی، صبرِ سلمانی
۷ خلافت بن نہیں سکتی یزیدانہ ملوکیت!
۸ یہ صدیقی، وہ بوجہلی، یہ ہارونی وہ ہامانی
۹ ملوکیت مجسم حیلہ و وسواس ابلیسی
۱۰ خلافت پیکرِ احکام و ارشاداتِ ربانی
۱۱ حسینؓ ابن علیؓ نے سر کٹا کر کر دیا ثابت
۱۲ ملوکیت کے تابع ہو نہیں سکتی مسلمانی!
۱۳ کیا اسلام کو روشن محمدؐ کے نواسے نے
۱۴ جلا کر شعلۂ جاں سے چراغِ صبر و قربانی
۱۵ بجا کہتے ہیں دنیا، ایک قربان گاہِ انساں ہے
۱۶ بہار اس گلستاں کی بارشِ خوں ہی میں پنہاں ہے!

نسخہ کیمیاء

(خاموش مبلغ)

● پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے — لڑے اور مارے گئے البتہ میں اُن کے گناہ ضرور دور کر دوں گا اور ایسے باغوں میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے ہاں ہی اچھا بدلہ ہے — (سورۂ آلِ عمران پ۴)

● اور وہ — جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اور زنا نہیں کرتے۔ جس نے یہ کیا تو وہ گناہ میں جا پڑا قیامت کے دن اُسے دُگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہیگا۔ مگر جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک کام کئے تو اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے (سورۂ الفرقان پ۱۹) حضورؐ کا واضح ارشاد

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ
گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہیں —

علم یا جہالت

اور البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ پھر ہے کوئی سمجھنے والا (سورۃ القمر)